جامعہ عثمانیہ گلشن بلاک لاہور کا ترجمان

# نوائے خادم

زیر سرپرستی

ولی کامل، استاذ العلماء والصلحاء

حضرت مولانا شیخ التفسیر والحدیث

## ابو عبید خادم حسین شجاع آبادی صاحب مدظلہ

مہتمم جامعہ ھذا

شائع کردہ

جمعیت طلباء عثمانیہ

# نوائے خادمِ اراکین


## بیاد

- مہر احمد بخش مرحوم
- مولانا یسین احمد عثمانیؒ
- مولانا محمد حفظ الرحمن فاروقیؒ

## زیر سرپرستی

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا خادم حسین صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

## زیر نگرانی

- حضرت مولانا احمد قاسمی صاحب
- مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب

## مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا محمد عبید الرحمن صدیق صاحب

## مدیر

مولانا محمد داؤد الرحمن علی صاحب

## مدیر معاون

مولانا سہیل نواز عثمانی صاحب

## مجلس مشاورت

- مولانا شوکت علی اعوان صاحب
- مولانا محمد اکرم عثمانی صاحب
- مفتی محمد شمس الرحمن عثمان صاحب
- قاری محمد عبید اللہ صاحب
- ڈاکٹر مفتی عتیق الرحمن صاحب
- مولانا عبد اللہ ہزاروی صاحب
- مولانا عمیر نواز صاحب
- ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب
- قاری محمد اسلام صاحب
- صاحبزادہ حافظ محمد قاسم اسامہ صاحب


# فہرست مضامین

| | |
|---|---|
| اداریہ | 04 |
| درس قرآن | 07 |
| درس حدیث | 09 |
| حمد باری تعالیٰ | 10 |
| نعت رسول ﷺ | 11 |
| حضرت عمار بن یاسرؓ | 13 |
| فضائل رمضان | 16 |
| رمضان اور قرآن | 18 |
| لیلۃ القدر | 20 |
| فضائل شوال | 22 |
| خزانہ الٰہی کی کنجی اور رزق حلال | 28 |
| دین کے خادموں کو کمتر سمجھنا | 31 |
| شکرانہ کے اشعار | 34 |
| اہل بیتؓ کون۔؟ | 35 |
| رائے ثقیلہ | 39 |
| مبارکباد اشعار | 47 |
| مترادفات القرآن | 48 |
| ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حییؓ | 54 |

# اداریہ

محمد داؤد الرحمن علی (مدیر مجلہ نوائے خادم)

الحمد اللہ ،رب لم یزل کے فضل ،شکر،احسان کے ساتھ ''مجلہ نوائے خادم'' آج اپنی کامیابی و کامرانی کے چار سال مکمل کر رہاہے۔ الحمد اللہ ''مجلہ نوائے خادم'' نے روز اول سے لیکر آج تک بہت سی کامیابیاں سمیٹیں اور مقبول عام ہوا۔جب اس مجلہ کو شروع کیا تھا تو یہ بات ذہن کے کسی کونے میں نہیں آئی تھی کہ اتنی قلیل مدت میں ''مجلہ نوائے خادم'' افق پر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکے گا،ہر خاص و عام میں مقبول ہو گا، قارئین کرام اس سے استفادہ حاصل کرینگے، محبت اندرون و بیرون ملک سے سمیٹ لے گا،جید کالم نگار، پروفیسرز، مدارس و یونیورسٹی کے اساتذہ و طلباء اس سے اپنے قلم کی روشنی کو دنیا تک پہنچائیں گے۔

یہ صرف اللہ رب العزت کا خاص کرم ہی ہے ''مجلہ نوائے خادم'' اپنی اشاعت کے ساتھ مقبول عام ہوا اور اب اپنی کامیابی کے چار سال مکمل کر رہاہے،ورنہ ہم اس قابل نہ تھے۔

''مجلہ نوائے خادم'' میں جہاں آپ کو قلم نگاروں کے قلم کی روانی نظر آئی،وہیں قلم نگاروں کے علمی جواہرات کے موتی آپ کو میسر ہوئے،وہیں ''قارئین مجلہ نوائے خادم'' کی دید اور حوصلہ افزائی بھی ہے۔اگر قلم نگاروں کے قلم کی چاشنی و قارئین کرام کی محبتیں نہ ہوتیں تو شاید ''مجلہ نوائے خادم'' اس مقام پر نہ ہوتا۔ اس پر مسرت موقع پر میں اپنے استاد،اپنے مربی،اپنے شیخ،اپنے روحانی مرشد،اپنے والد گرامی استاذالعلماء شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم

العالیہ، میرے مشفقین اساتذہ، استاد محترم حضرت اقدس حضرت مولانا محمد احمد قاسمی صاحب مدظلہ (فاضل دیوبند، منتظم اعلیٰ الغزالی فورم)، استاد محترم حضرت مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب مدظلہ (استاذالحدیث جامعہ مظاہر العلوم، مدیر آئینہ مظاہر العلوم) برادر کبیر حضرت مولانا محمد عبید الرحمن صدیق صاحب مدظلہ، ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب مدظلہ ودیگر تمام احباب کا دل کی گہرائیوں سے مشکور و ممنون ہوں کہ ہمہ وقت آپ سب نے میری سرپرستی فرمائی، اپنے مفید مشوروں سے نوازا، اپنی قیمتی آراء دیں جو ہمہ وقت میرے مشعل راہ بنیں۔

میں ہر ایک اس شخص کا مشکور ہوں جس نے اپنا ایک قیمتی لمحہ بھی ''مجلہ نوائے خادم'' کو دیا ہے وہ ہمارے سروں کے تاج ہیں۔

شکریہ آپ سب محبین کا کہ آپ سے حوصلہ ملتا ہے۔

شکریہ آپ سب ناقدین کا کہ آپ سے سیکھنے کو ملتا ہے۔

شکریہ آپ سب قارئین کا جن کے مشوروں سے ''مجلہ نوائے خادم'' نکھرتا ہے۔

شکریہ آپ سب قلم نگاروں کا جن کی بدولت ''مجلہ نوائے خادم'' آپ تک پہنچتا ہے۔

شکریہ انتظامیہ کا کہ آپ کی محنت سے ''مجلہ نوائے خادم'' اُبھرتا ہے۔

شکریہ ہر اس شخص کا جس کی بدولت ''مجلہ نوائے خادم'' چمکتا ہے۔

یہاں خاص طور پر میں اپنی پوری ٹیم کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے شب و روز محنت کی، جو میرے ساتھ قدم بہ قدم رہے، جب بھی انہیں ''مجلہ نوائے خادم'' کے بارے میں آواز دی، سب نے لبیک کہا اور اس نیک کام میں میرے دست بازو بنے، شب و روز محنت کی، عمدہ، بہترین، بے مثال ''مجلہ نوائے خادم'' کی تیاری میں، اس کی اشاعت میں کردار ادا کیا۔

اس موقع پر میں بالخصوص اپنے برادر کبیر حضرت مولانا قاری محمد حفظ الرحمن فاروقؒ کو تذکرہ ضرور کروں گا کہ ان خوابوں میں شامل ایک یہ خواب بھی تھا، کئی بار انہوں نے اظہار کیا، لیکن سستی و کاہلی کی وجہ سے میں اس خواب کو ان کی زندگی میں پائیہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا، بہت بار اس پر مشاورت رہی، لیکن اس کا خاکہ تیار نہ کر سکے، ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے خواب کی تکمیل کی مکمل کوشش کی، ان شاء اللہ یہ مجلہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔

الحمد اللہ بھائی جان مرحوم کے صاحبزادے حافظ خلیل الرحمن خالد نے قرآن کریم کا حفظ مکمل کر لیا ہے۔ میں اپنے بھتیجے کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے چند اشعار بھائی جان مرحوم کے نام کرتا ہوں۔

مبارک ہو تجھ کو اے حفظِ الرحمن

تیرے بیٹے نے کر لیا حفظِ قرآن

یہ خوشی کا لمحہ، یہ فخر کا نشان

ملے تجھے ہمیشہ ربّ کی امان

مبارک ہو تجھے اےپیارے خلیلِ الرحمن

تونے سینے میں بسا لیا ربّ کا قرآن

حفظِ قرآن کی خاطر چنا تجھے ربّ نے

یہ نعمت ہے عظیم، یہ ہے خدا کی شان

یہ دعا ہے داؤد کی، پیارے خلیل الرحمن

ملے تجھے ہر دن نور کی روشنی، مبارک ہو تجھے، رب کا یہ فیضان

رمضان کے ان بابرکت لمحات میں جب بھی اللہ کے حضور ہاتھ بلند کریں، جب بھی رب کائینات سے مانگیں، جب بھی رب کے حضور گڑگڑائیں اس وقت اپنی ان خصوصی دعاؤں میں امت محمدیہ ﷺ کو یاد رکھیں، میرے پیارے بھائیؒ کو بھی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں، مجھے اور میری ٹیم کو دعاؤں میں شامل حال رکھیں کہ اللہ پاک تادم آخر دین کا کام ہم سے لیتا رہے۔ آخر میں آپ سب کو ایک بار پھر ''مجلہ نوائے خادم'' کی کامیابی کا چوتھا سال مبارک ہو۔

دعا گو ہوں اللہ پاک ''مجلہ نوائے خادم'' کو دن دگنی رات چگنی ترقی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

## آپ علیہ السلام کی رسالت پر مشرکین ویہود نے دو شبہات وارد کئے۔

**شبہ اولیٰ:۔** ہجرتِ مدینہ کے بعد آپ علیہ السلام اللہ کے حکم سے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، اس کے بعد تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا، تو آپ بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے تو مشرکین ویہود نے اعتراض شروع کر دیئے کہ اس پر قبلہ مشتبہ ہو گیا۔ تمام انبیاء کا قبلہ چھوڑ دیا حیران و سرگردان ہیں شاید کہ وطن کی یاد ستانے لگی، عنقریب مدینہ چھوڑ کر مکہ جائیں گے وغیرہ (جتنے منہ اتنی باتیں) جب یہ بات ہے تو پیغمبر کیسے ہو سکتے ہیں۔

**جواب شبہ:۔** تحویل قبلہ کی چار علتیں ہیں:

**علت اولیٰ:وقل للہ المشرق والمغرب تا یہدی من یشآء الٰی صراطٍ مستقیم (آیۃ: ۱۴۲)** تمام سمتیں اللہ کی ہیں وہ جس طرف چاہے منہ کرنے کا حکم دے، ہم حکم کے پابند ہیں۔ اس کی پابندی کرتے ہیں۔ بیت المقدس کی طرف حکم دیا تو اُدھر رُخ کر لیا، پھر بیت اللہ کی طرف فرمایا تو ادھر مڑ گئے۔

**علت ثانیہ:ان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربہم (آیۃ:۱۴۴)** علماء اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ آخری پیغمبر کا قبلہ بیت اللہ ہو گا۔ اب کتمانِ حق کر کے شبہات پیدا کر رہے ہیں۔

**علت ثالثہ تفصیلیہ:وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا (الآیۃ: ۱۴۳)** اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تحویل قبلہ سے مقصود مخلص و منافق کا امتحان اور کھرے کھوٹے کا امتیاز ہے۔

**علت رابعہ تفصیلیہ:لئلّا یکون للناس علیکم حجۃٌ (آیۃ: ۱۵۰)**

تحویل قبلہ کا حکم اس واسطے دیا گیا کہ اہلِ کتاب کا اعتراض وارد نہ ہو، وہ یہ کہ کتب سابقہ میں ہے کہ آخری پیغمبر کا قبلہ بیت اللہ ہو گا، اگر آپ برابر بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہتے تو اہل کتاب کہتے یہ آخری رسول نہیں۔ تحویل قبلہ کے ساتھ اس شبہ کو رفع کر دیا۔

**شبہ ثانیہ:۔** مشرکین کو یہ اعتراض تھا کہ صفا مروہ پر توبت پرستی ہوتی رہی، اب آپ نے سعی کا حکم دے کر تعظیم شروع کر دی اور نو مسلم صحابہ کرام ث کو بھی تردّد ہوا کہ ان پہاڑوں کی سعی گناہ نہ ہو۔

**جوابِ شبہ:۔** یہ پہاڑ بتوں سے پاک ہو چکے ہیں اور ان پر ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ توحید کی یادگاریں ہیں لہٰذا سعی کرو تاکہ ابراہیم علیہ السلام کی اتباع پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ یہ شرک نہیں۔

**صبر و استقلال:** تحویل قبلہ کے بعد مشرکین و یہود کی طرف سے مخالفت بڑھ جانے اور ان کی طرف سے مالی و جانی نقصان پہنچانے کے پیشِ نظر نصرتِ خداوندی حاصل کرنے کا نسخہ پیش کیا گیا، وہ ہے صبر و صلوٰۃ۔ اور انواعِ مصائب کا ذکر اور اُس پر صابرین کے لئے بشارت ہے۔

**یا ایہا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلٰوۃ ۔ (آیۃ ۱۵۳)**

**مزید تنویر:** تحویل قبلہ کے بعد یہود و نصاریٰ شد و مد سے اس کو بیان کرنے لگے تاکہ لوگ متنفر ہو کر آپ علیہ السلام کی اتباع چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ **لیس البرَّ ان تولو وجوہم قبل المشرق والمغرب (آیۃ: ۱۷۷)** میں اصلی نیکی اور نیکی کی تفصیل بیان فرما دی چونکہ یہود بیت المقدس جو مغرب کی طرف تھا، کو قبلہ مانتے اور نصاریٰ مشرق کو، کیونکہ حضرت مریم ولادت کے وقت مشرق کی طرف تشریف لے گئی تھیں اس واسطے یہ دونوں جماعتیں اسی پر زور دیتی تھیں کہ جو ہمارے قبلہ کا متبع ہو وہی نیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک کی صفات اور نیکیاں بیان فرما دیں جو کہ اس میں (۱) ایمان باللہ (۲) یوم القیامۃ (۳) ملائکہ (۴) رسل (۵) کتب (۶) اقامۃ الصلٰوۃ (۷) ایتاء الزکوٰۃ (۸) ایتاء المال للمساکین ویتامٰی ، قربیٰ، ابن سبیل سائلین (۹) ایفاء عہد اور (۱۰) صبر ہیں اور یہی تہذیب اخلاق کے دس اصول ہیں۔

## اخلاقِ رسول اللہ ﷺ بزبانِ قرآن

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ (القلم:۴)

بے شک آپ اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔

اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (الزخرف:۴۳)

بے شک آپ سیدھی راہ پر قائم ہیں۔

وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْہُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔(الشوریٰ:۵۲)

بیشک آپ سیدھی راہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔

اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ (النحل:۷۹)

بے شک آپؐ واضح حق پر ہیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہَاتُہُمْ۔۔۔ (الاحزاب:٦)

آپ مومنوں کے لئے ان کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں اور آپ کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں۔

عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (التوبۃ: ۱۲۸)

آپ کو مومنوں کی مشقت گراں لگتی ہے۔ آپ مومنین کی فلاح کے بہت حریص ہیں۔ آپ مومنین پر شفیق اور مہربان ہیں۔

عن انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلْقًا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں آپ علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

وہ فرماتے ہیں میں نے دس سال آپ کی خدمت کی، آپؐ نے کبھی مجھے اف تک نہیں فرمایا۔ کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر مجھے اس طرح نہیں کہا کہ کیوں نہیں کیا یا کیوں کیا۔ ایک دفعہ مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں گیا تو راستے میں بچے کھیل رہے تھے میں وہیں ٹھہر گیا، حضور علیہ السلام آئے پیچھے سے میری گردن پکڑی، میں نے ان کی طرف دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے اور فرمانے لگے اے انس جس کام کو میں نے بھیجا وہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی حضور میں جاتا ہوں۔ (مسلم)

ماہِ رمضان
کا خاص اعزاز
شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ
"رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا"
(البقرہ:185)
لہٰذا یہ مہینہ قرآن کے ساتھ خاص وابستگی اور تعلق پیدا کرنے کا مہینہ ہے
اسے قرآن پڑھنے، قرآن سننے، قرآن سمجھنے اور قرآن کے مطابق زندگی ڈھالنے میں گزار دیں

# حمد باری تعالیٰ

محمد داؤد الرحمن علی

جمالِ ہستی اُسی کا جلوہ
اُسی کے نور سے کہکشاں ہے
وہیں جھکے گا یہ سر ہمارا کہ جس کے دم سے یہ سب جہاں ہے
جو شب کو دن میں بدل دے یکدم
خزاں کو کر دے جو گلستاں ہے
وہیں جھکے گا یہ سر ہمارا کہ جس کے دم سے یہ سب جہاں ہے
یہ چاند تارے، یہ سب نظارے
فنا پذیر ہیں، وہ جاوداں ہے
وہیں جھکے گا یہ سر ہمارا کہ جس کے دم سے یہ سب جہاں ہے
داؤد کو بھی رکھنا اپنی رحمت کے سائے میں
کہ جس کے دم سے یہ سب جہاں ہے
وہیں جھکے گا یہ سر ہمارا کہ جس کے حکم سے یہ سب جہاں ہے

# نعت رسول مقبول ﷺ

محمد داؤد الرحمن علی

بن دیکھے محمدؐ پہ نثار یہ زمانہ ہے
ہر صاحبِ ایماں کے دل میں یہ فسانہ ہے
آنکھوں نے نہ دیکھا ہے، مگر دل نے انہیں پایا ہے
اس عشقِ محمدؐ میں ایماں ٹھکانا ہے
روضہ ہے نبیؐ کا وہ جنت کا نظارہ ہے
اس در پہ جو جھکتا ہے، رحمت کا خزانہ ہے
جس دن سے محمدؐ کا نغمہ لبوں پر ہے
اس دن سے مقدر بھی اوجِ زمانہ ہے
اک جنبشِ انگشت سے مہتاب بکھر گیا
ہر معجزہ برحق ہے، انداز سہانا ہے
کچھ بھی تو نہیں داؤد کے نامہ اعمال میں میرے مولا
سرکارؐ کی مدحت ہی بخشش کا بہانہ ہے

# حضرت عمار بن یاسرؓ

مولانا محمد اکرم عثمانی

## نام ونسب:۔

حضرت عمارؓ بن یاسرؓ بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس۔(اسد الغابہ اردو، جلد ۷ ص ۶۲۹)

آپؓ کی والدہ کا نام حضرت سمیہؓ تھا۔ حضرت سمیہؓ وہ خاتون ہیں جو اللہ کی راہ میں سب سے پہلے شہید کی گئیں۔(اسد الغابہ اردو ، جلد ۷ ص ۶۲۹)

## قبول اسلام:۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان ابتدائی افراد میں سے تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا، اور اس وقت کی سخت ترین آزمائشوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ کے والدین (یاسر اور سمیہ رضی اللہ عنہما) بھی اسلام لا چکے تھے۔(الاستیعاب، ابن عبد البر، جلد 3، صفحہ 1127)

حضرت عمارؓ، آپ کے والد حضرت یاسرؓ، آپ کی والدہ حضرت سمیہؓ کا شمار سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں ہوتا ہے۔(اسد الغابہ اردو، جلد ۷ ص ۶۲۹)

## قرآن کی گواہی:۔

جب کفار نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اذیت دے کر مجبوراً کلمہ کفر کہلوایا، تو آپ روتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کے ایمان کی تصدیق نازل فرمائی:

**''إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ''(سورة النحل، 16: آیت 106)**

سوائے اس کے جس پر زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیہ)

## مکہ میں کفار کے ظلم اور آپ ﷺ کا جنت کی بشارت دینا:۔

اسلام لانے کے بعد حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قریش نے ظلم کا نشانہ بنایا۔ ان کے والدین کو ان کی آنکھوں کے سامنے شہید کر دیا گیا۔ حضرت سمیہؓ اسلام کی پہلی شہیدہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ان کے بارے میں فرماتے:

**''صَبْرًا يَا آلَ يَاسِر! فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ''**

''صبر کرو اے آلِ یاسر! یقیناً تمہارا وعدہ جنت ہے۔''(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:5644، امام حاکم، سند صحیح)

## نبی کریم ﷺ کے قریب ترین صحابی:۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''عمارؓ میرے قریب ترین لوگوں میں سے ہے۔''(ترمذی، حدیث:3700، حسن صحیح)

## نکاح:۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت صُفَیّۃ بنت حارث بن ہشام مخزومیہ سے ہوا، جو قریش کے معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

بعض مؤرخین کے مطابق ان کی بیوی کا نام امّ ولَد بھی ذکر ہوا ہے۔(الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، جلد 3، صفحہ 248)

## اولاد:۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں کتبِ سیرت میں کم ذکر ملتا ہے، تاہم ایک بیٹا اور ایک بیٹی کے ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ ان کے بیٹے کا نام محمد بن عمار تھا، جو بعد میں تابعی بنے اور اہلِ علم میں شمار ہوتے تھے۔

ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ محمد بن عمار ثقہ تابعی تھے جنہوں نے اپنے والد سے روایات بھی نقل کیں۔(الاستیعاب، ابن عبد البر، جلد3، صفحہ1129)

## مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر:۔

مدینہ میں آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں جنت مبارک ہو، عمار! تمہارا جسم آگ سے محفوظ ہے۔"(مسند احمد، حدیث:18433، سند صحیح)

## غزوات میں شرکت:۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی، جن میں غزوہ بدر، احد، خندق وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نہایت بہادر اور وفادار مجاہد تھے۔(الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، جلد3، صفحہ248)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ جس میں مسیلمہ کذاب کو اس کے انجام تک پہنچایا گیا اس میں شریک رہے۔(الاصابتہ اردو ،ج۴ص۱۴۳)

## خلافت راشدہؓ کے ادوار میں خدمات:۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ خلفائے راشدینؓ کے دور میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ آپ عادل، سادہ مزاج اور نیک گورنر کے طور پر مشہور ہوئے۔(البدایہ والنہایہ، ابن کثیر، جلد7، صفحہ135)

## حضرت عمارؓ بن یاسرؓ سے روایات کرنے والے جلیل القدر صحابہ و تابعی:۔

آپؓ سے روایت کرنے والوں میں یہ جلیل القدر صحابہؓ اور تابعین شامل ہیں:

حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت محمد بن عمار (آپؓ کے بیٹے)(التحریر والتنویر، ابن عاشور، جلد2)

## شہادت:۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سن 37 ہجری میں جنگ صفین کے دوران شہید کر دیا گیا۔ آپ کی عمر اس وقت تقریباً 93 برس تھی۔(الاصابہ، ابن حجر، جلد4، صفحہ438)

# فضائل رمضان

مولانا محمد عبید الرحمن صدیق

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں، برکتوں اور مغفرت کا خزانہ ہے۔ اس مہینے کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ اسی مہینے میں مسلمانوں پر روزے فرض کیے گئے۔ روزے کا اصل مقصد صرف بھوک اور پیاس برداشت کرنا نہیں بلکہ انسان کے اندر تقویٰ، صبر اور اللہ کی فرمانبرداری پیدا کرنا ہے۔ روزہ انسان کو خواہشات پر قابو پانے اور نفس کی اصلاح کا عملی موقع فراہم کرتا ہے۔ (سورۃ البقرہ:183)

رمضان المبارک کی عظمت اس وجہ سے بھی ہے کہ اسی مہینے میں قرآنِ مجید نازل ہوا، جو پوری انسانیت کے لیے ہدایت، نصیحت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ مجید نے اس مہینے کو ہدایت اور فرقان کا مہینہ قرار دیا ہے، یعنی حق اور باطل میں فرق واضح کرنے والا۔ اسی نسبت سے رمضان میں قرآن کی تلاوت، ترجمہ و تفسیر اور اس پر غور و فکر کی خاص ترغیب دی گئی ہے۔ (سورۃ البقرہ:185)

رمضان المبارک عبادات کا موسمِ بہار ہے۔ اس مہینے میں نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار اور دعاؤں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ نفل عبادات کا اجر فرض کے برابر اور فرض عبادات کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص

ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا مظہر ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث:38؛ صحیح مسلم، حدیث:760)

رمضان المبارک میں رات کی عبادت، خصوصاً نمازِ تراویح کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے خود بھی تراویح ادا فرمائی اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی ترغیب دی۔ تراویح کے ذریعے مسلمان پورے قرآنِ مجید کو سننے یا پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، جس سے روحانی بالیدگی اور ایمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث:1129)

اس بابرکت مہینے میں ایک رات لیلۃ القدر بھی آتی ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات میں عبادت کرنے کا ثواب عمر بھر کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ قرآنِ مجید میں اس رات کی عظمت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس رات کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (سورۃ القدر:1–3؛ صحیح بخاری، حدیث:2017)

رمضان المبارک انسان کے اندر ہمدردی، اخوت اور ایثار کے جذبات بھی پیدا کرتا ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک اور پیاس کا احساس انسان کو غریبوں اور ناداروں کی تکلیف کا شعور دلاتا ہے۔ اسی لیے اس مہینے میں صدقہ و خیرات، زکوٰۃ اور فطرانہ ادا کرنے پر خصوصی زور دیا گیا ہے تاکہ معاشرے میں غربت کم ہو اور باہمی محبت فروغ پائے۔ (سنن ترمذی، حدیث: 668)

رمضان المبارک صبر و برداشت کی عملی تربیت کا مہینہ ہے۔ روزے دار کو غصے، جھوٹ، غیبت اور برے اخلاق سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے کا اصل مقصد اخلاقی اصلاح ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث:1903)

رمضان المبارک محض ایک مہینہ نہیں بلکہ مکمل تربیتی نظام ہے جو انسان کی روح، اخلاق اور کردار کو سنوارتا ہے۔ اگر مسلمان اس مہینے کی حقیقی روح کو سمجھ کر عبادات، معاملات اور اخلاق میں بہتری پیدا کر لیں تو ان کی پوری زندگی سنور سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# رمضان اور قرآن

مفتی محمد شمس الرحمن عثمان

رمضان المبارک اور قرآنِ مجید کا تعلق نہایت گہرا اور بامقصد ہے۔ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے اپنا آخری آسمانی کلام نازل فرمایا۔ قرآنِ مجید محض ایک کتاب نہیں بلکہ مکمل ضابطۂ حیات ہے، اور رمضان وہ مہینہ ہے جو اس کتاب سے حقیقی تعلق جوڑنے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اسی نسبت سے رمضان کو قرآن کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے۔(سورۃ البقرہ:185)

قرآنِ مجید کے نزول کی ابتدا رمضان المبارک میں ہوئی، جسے نزولِ قرآن کی عظیم سعادت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ قرآن اس مہینے میں نازل ہوا جو لوگوں کے لیے ہدایت، روشن دلائل اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی اصل روح قرآن سے وابستہ ہے، اور اس مہینے کی قدر و منزلت قرآن کی وجہ سے ہے۔(سورۃ البقرہ:185)

رمضان المبارک میں قرآنِ مجید کی تلاوت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے مہینے میں حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ قرآنِ مجید کا دور فرمایا کرتے تھے، اور آخری رمضان میں یہ دور دو مرتبہ ہوا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ رمضان میں قرآن کی کثرت سے تلاوت، اس کو سننا اور یاد دہانی حاصل کرنا سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث:4997)

رمضان اور قرآن کا تعلق صرف تلاوت تک محدود نہیں بلکہ فہم اور عمل سے بھی ہے۔ قرآنِ مجید خود غور و فکر اور تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں دل نرم ہوتے ہیں اور انسان اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس لیے اگر اس مہینے میں قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے تو اس کے اثرات انسان کی زندگی پر گہرے ہوتے ہیں۔ (سورۃ ص:29)

رمضان المبارک کی راتوں میں ادا کی جانے والی نمازِ تراویح بھی قرآن سے تعلق مضبوط کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ تراویح کے ذریعے مسلمان پورا قرآنِ مجید سنتے ہیں، جو ایمان میں اضافہ اور روحانی سکون کا سبب بنتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی رمضان میں قرآن سننے اور سنانے کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث:1129)

رمضان کے آخری عشرے میں آنے والی لیلۃ القدر کا قرآن سے گہرا تعلق ہے، کیونکہ اسی رات قرآنِ مجید کا نزول ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ اس رات میں قرآن کی تلاوت، دعا اور عبادت کا ثواب بے شمار گنا بڑھا دیا جاتا ہے، جو اللہ کی خاص رحمت کا مظہر ہے۔ (سورۃ القدر:1–3)

قرآنِ مجید انسان کی اخلاقی اور عملی اصلاح کرتا ہے، اور رمضان اس اصلاح کو عملی جامہ پہنانے کا مہینہ ہے۔ روزہ انسان کو صبر، ضبطِ نفس اور تقویٰ سکھاتا ہے، جبکہ قرآن اسے صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ یوں رمضان اور قرآن مل کر انسان کی شخصیت کو سنوارتے اور اسے ایک بہتر مسلمان بناتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ:183)

رمضان اور قرآن لازم و ملزوم ہیں۔ اگر رمضان میں قرآن سے تعلق مضبوط نہ کیا جائے تو اس مہینے کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ رمضان میں قرآن کی تلاوت، فہم اور عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں تاکہ ہم حقیقی معنوں میں اس بابرکت مہینے کی برکتیں حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سے سچی محبت اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (سنن ترمذی، حدیث:2910)

# لیلۃ القدر

مولانا محمد حفظ الرحمن فاروقیؒ

لیلۃ القدر رمضان المبارک کی سب سے عظیم اور بابرکت رات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بے مثال فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس رات کو خصوصی مقام اس لیے حاصل ہے کہ اسی میں قرآنِ مجید کا نزول ہوا، جو پوری انسانیت کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ مجید نے اس رات کی عظمت کو مستقل سورت میں بیان کیا ہے، جو اس کی غیر معمولی شان کو ظاہر کرتا ہے۔(سورۃ القدر:1)

لیلۃ القدر کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینے تقریباً تراسی(83)سال بنتے ہیں، یعنی اس ایک رات کی عبادت عمر بھر کی عبادت سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے امتِ محمدیہ ﷺ کو اتنی عظیم رات عطا فرمائی، تاکہ وہ مختصر عمر کے باوجود زیادہ اجر و ثواب حاصل کر سکیں۔(سورۃ القدر:3)

اس بابرکت رات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اور روح الامین حضرت جبرائیلؑ زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ فرشتوں کا نزول اس بات کی دلیل ہے کہ یہ رات سراسر خیر، رحمت اور برکت کی رات ہے۔ فرشتے اہلِ ایمان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور عبادت گزاروں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔(سورۃ القدر:4)

لیلۃ القدر سراسر سلامتی اور امن کی رات ہے۔ قرآنِ مجید کے مطابق یہ رات طلوعِ فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے، یعنی اس میں شیطان کے شر سے حفاظت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب رہتی ہے۔ اس رات میں دلوں کو سکون، ایمان کو تازگی اور روح کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ (سورۃ القدر:5)

احادیثِ نبوی ﷺ میں لیلۃ القدر کی عبادت کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کرے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ رات مغفرت اور نجات کا بہترین موقع ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث:2014؛ صحیح مسلم، حدیث:760)

نبی کریم ﷺ نے لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ ﷺ خود آخری عشرے میں عبادت کا خاص اہتمام فرماتے، راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے بیدار کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کی تلاش اور اس میں محنت کرنا سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 2017)

لیلۃ القدر میں دعا کی خاص قبولیت ہوتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مجھے لیلۃ القدر مل جائے تو میں کون سی دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

**‘‘اللّٰهم إنك عفوٌّ تحبّ العفو فاعفُ عني’’**

یہ دعا اس رات کی روح کو بیان کرتی ہے، کیونکہ یہ رات اللہ کی بخشش اور معافی کی رات ہے۔ (سنن ترمذی، حدیث:3513)

لیلۃ القدر کی فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اس رات کو غفلت میں نہ گزارے بلکہ نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار اور دعا میں مشغول رہے۔ یہ رات زندگی بدلنے، گناہوں سے توبہ کرنے اور اللہ سے مضبوط تعلق قائم کرنے کا سنہری موقع ہے۔ عقل مند وہی ہے جو اس عظیم رات کی قدر پہچانے۔ (مسند احمد، حدیث:24984)

لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے جو صرف امتِ محمدیہ ﷺ کو عطا کی گئی۔ جو شخص اس رات کی قدر کر لے، اس کی دنیا و آخرت سنور سکتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس رات کو عبادت، اخلاص اور عاجزی کے ساتھ گزاریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور رضا حاصل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لیلۃ القدر نصیب فرمائے۔ آمین۔

# فضائل شوال

محمد داؤد الرحمن علی

"شوال" اسلامی قمری سال کا دسواں مہینہ ہے۔

## شوال کا لغوی معنی:۔

"شوال" عربی مصدر "شول" سے مشتق ہے، اور "شول" کے معنی "اوپر اٹھنا اور اوپر اٹھانا، بلند ہونا اور بلند کرنا" کے آتے ہیں ۔عربی میں کہا جاتا ہے "شالت الإبل بأذنابها للطراق "یعنی نر اونٹ نے جفتی کرنے لیے اپنی دم اوپر اٹھالی۔(قاموس الوحید، ص:۸۹۹، ط:ادارۃ اسلامیات)

"شوال" "تشویل" سے مشتق ہے اور "تشویل" کا معنی "اونٹ کے دودھ کا کم ہونا" کے ہیں۔ عربی میں کہا جاتا ہے "شوّلت الناقۃ وشوّلت المزادۃ" یعنی اونٹی کا دودھ اور مشکیزے کا پانی کم ہو گیا۔(قاموس الوحید، ص:۹۰۰، ط:ادارۃ اسلامیات)

## شوال کی وجہ تسمیہ:۔

"شوال" "شالت نعامۃ القوم" سے مشتق ہے اور "شالت نعامۃ القوم" کا معنی "قوم کا شیرازہ بکھر گیا، وہ اپنے مکان خالی کر گئے" کے ہیں، چونکہ اس مہینے میں عرب لوگ سیر وسیاحت اور شکار کے لیے اپنے مکانات خالی چھوڑ کر نکل جاتے تھے، اس لیے اس مہینے کو "شوال" کیا۔(تاج العروس للزبیدي:397/14،ط:دار الفکر)

علامہ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ایک روایت نقل کی ہے، جس میں "شوال" کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس مہینے میں لوگوں کے گناہ اٹھالیے جاتے ہیں (معاف کر دیئے جاتے ہیں)، اس لیے اس مہینے کو "شوال" کہا گیا۔(غیاث اللغات:ص:300،ط:مطبوعۃ،رزاقي پریس،کانپور)

## فضائل شوال:۔

## شب عید:۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

جس نے عیدین (عید الفطر اور عید الاضحی) کی دونوں راتوں میں اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے عبادت میں قیام کیا، اُس کا دل اُس دن مردہ نہیں ہو گا، جس دن سب کے دل مردہ ہو جائیں گے۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:1781)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں:

جو چار راتوں کو عبادت کے ذریعہ زندہ کرے، اُس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

۱-لیلۃ التروية یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات۔

۲-عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کی رات۔

۳-لیلۃ النحر یعنی دس ذی الحجہ کی رات۔

۴-لیلۃ الفطر یعنی عید الفطر کی شب۔

۵۔شعبان کی پندرہویں شب یعنی شبِ براءت۔(الترغیب والترھیب للمنذری، حدیث نمبر:1656)

ماہِ شوال عید الفطر کا مہینہ ہے:۔

ماہِ شوال کی پہلی تاریخ کو عید الفطر منائی جاتی ہے، جو اسلام کا ایک عظیم الشان تہوار ہے اور مسلمانوں کے لیے بڑی مسرت او رخوشی کا دن ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ہجرت کے بعد) رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے (اہل مدینہ نے) دو دن کھیل کود کے لئے مقرر کر رکھے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں، ایک عید الاضحی کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:1134)

## عید کی نماز سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا:۔

مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن نماز عید کے لئے جانے سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کر دیا جائے۔ (سنن الترمذي: رقم الحديث:677، 2/55، ط: دار الغرب الإسلامی)

## عید الفطر کا دن انعامات حاصل کرنے کا دن ہے:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کا دن انعامات ملنے کا دن ہے۔ (کنز العمال، حدیث نمبر:24540)

حضرت سعد ابن اوس انصاری اپنے والد اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب عید الفطر کا دن آتا ہے، تو فرشتے تمام راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے مسلمانو! اپنے رب کریم کی بارگاہ میں آؤ، جو اپنے کرم اور احسان سے (بندوں کو) نیکیوں کی توفیق دیتا ہے اور اس پر اجر عظیم سے نوازتا ہے۔ تمہیں اس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا، تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت گزاری کی، تمہیں اس کی طرف سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا، تو تم نے تراویح پڑھی، سو اب چلو اپنے انعامات لو، پھر جب لوگ عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں، تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے: اے لوگو! تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرمادی، پس تم اپنے گھروں کو کامیاب و کامران لوٹو، یہ عید کا دن انعام کا دن ہے اور آسمان میں اس دن کا نام یوم الجائزۃ یعنی "انعام کا دن" رکھا گیا ہے۔ (الترغیب والترھیب للمنذری، حدیث نمبر:1659)

## عید کے دن قبرستان جانا:۔

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ عید کے دن نمازِ عید کے فوراًبعد قبرستان جانے کو ضروری خیال کیا جاتا ہے اور اس دن قبروں کی زیارت نہ کرنے والوں پر طعن کی جاتی ہے، یہ بدعت اور ناجائز ہے جس کو ترک کرنا لازم ہے، تاہم اگر اس کا التزام نہ کیا جائے اور اسے سنت اور ضروری نہ سمجھا جائے تو عید کے دن قبرستان جانا جائز ہے۔

فتاوی محمودیہ میں ہے:"عید کا دن مسرت کا دن ہوتا ہے، بسا اوقات مسرت میں لگ کر آخرت سے غفلت ہو جاتی ہے، اور زیارت قبور سے آخرت یاد آتی ہے، اس لیے اگر کوئی شخص عید کے دن زیارتِ قبور کرے تو مناسب ہے، کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اس کا التزام خواہ عملاً ہی سہی، جس سے دوسروں کو یہ شبہ ہو کہ یہ چیز لازمی اور ضروری ہے، درست نہیں۔ نیز اگر کوئی شخص اس دن زیارت قبور نہ کرے، تو اس پر طعن کرنا یا اس کو حقیر سمجھنا درست نہیں، اس کی احتیاط لازم ہے۔(فتاویٰ محمودیہ، ج:۹، ص:۲۰۱، ط:فاروقیہ)

## عید کے دن فوتگی والے گھر جانا:۔

بعض علاقوں میں جب کسی گھر میں فوتگی ہوتی ہے، تو اس کی وفات کے بعد عزیز و اقارب پہلی عید و بقر عید پر میت کے گھر پہنچنا فرض سمجھتے ہیں، اور وہاں جا کر تعزیت کرتے ہیں، چاہے انتقال ہوئے مہینوں گذر چکے ہوں۔ اس بری رسم اور بدعت سیئہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔(فتاویٰ الھندیۃ:167/1، ط:دار الفکر)

## شوال حج کی تیاری کا پہلا مہینہ ہے:۔

حضرت عمرؓ، حضرت عبد اللہؓ بن عمر، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے یہی روایت کیا گیا ہے اور یہی اکثر تابعینؒ کا قول ہے۔(لطائف المعارف لابن رجب: ص:471، ط:دار ابن کثیر)

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ "اشہر حج" تین ہیں، جن میں سے پہلا شوال اور دوسرا ذیقعدہ اور تیسرا ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔(فتح الباري:420/3، ط:دار المعرفۃ)

## شوال کے روزے:۔

شوال کے چھ روزے رکھنے کی احادیثِ مبارکہ میں فضیلت وارد ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی صحیح سند کے ساتھ حدیث کی مستند کتابوں میں موجود ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے (رمضان کے روزوں کے بعد) شوال کے چھ روزے رکھے، تو یہ پورے سال کے روزے شمار ہوں گے، کیونکہ جو بھی کوئی نیک کام کرتا ہے، تو اسے اس کا دس گنا اجر ملتا ہے"۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:1715)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ ہمیشہ (یعنی پورے سال) کے روزے شمار ہوں گے۔( صحیح مسلم، حدیث نمبر:1664)

## چھ روزوں کے فوائد:۔

علامہ ابن رجب حنبلیؒ نے شوال کے چھ روزوں کے کئی فوائد ذکر فرمائے ہیں:

۱۔ پورے سال کے روزہ رکھنے کا اجر ملتا ہے۔

۲۔ قیامت کے دن فرائض میں نقص اور کمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن تمام اعمال میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہو گا، تو ہمارا پروردگار فرشتوں سے فرمائے گا، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، دیکھو! میرے بندہ کی نماز کامل ہے یا ناقص؟ اگر وہ کامل ہو گی تو کامل ہی لکھ دی جائے گی۔(یعنی اس کا ثواب پورا لکھا جائے گا) اگر اس میں کچھ کمی رہ گئی ہو گی، تو اللہ فرشتوں سے فرمائے گا، دیکھو! میرے بندہ کے پاس کچھ نفل بھی ہیں؟ اگر نفل ہوں، تو میرے بندہ کے فرائض کی کمی اس کے نوافل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح لیا جائے گا۔(یعنی فرض کی کوتاہی کو نفل سے پورا کر لیا جائے گا) سنن أبي داؤد: رقم الحدیث:766، 1/229، ط:المکبۃ العصریۃ)

## روزے کب رکھے جائیں:۔

شوال کا پہلا دن (عید کا دن) چھوڑ کر اس مہینے کے اندر کسی بھی وقت یہ روزے رکھے جاسکتے ہیں، مسلسل یا متفرق، دونوں صورتوں میں جس طرح بھی آسان ہو، رکھے جاسکتے ہیں۔(الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین:2/435)

## شوال میں نکاح نہ کرنے کی رسم:۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شوال میں نکاح کیا، اور میری رخصتی بھی شوال میں ہوئی، نبی کریم ﷺ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی کونسی بیوی مجھ سے زیادہ خوش قسمت تھی؟(صحیح مسلم: رقم الحدیث:348)

امام نووی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: اہل عرب شوال میں نکاح کرنے کو یا شوال میں رخصتی کرا کر دلہن گھر لانے کو برا سمجھتے تھے، اور بدفالی لیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا مقصد اسی غلط خیال کی تردید ہے کہ اگر اس میں کوئی حقیقت ہوتی، تو تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ خوش نصیب میں کیوں کر ہوتی؟(شرح النووي على صحيح مسلم:9/209، ط: دار إحياء التراث العربي)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "جناب رسول اللہ ﷺ کا شوال میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بیاہ لانا، ان لوگوں کے وہم اور اعتقاد کا رد ہے، جو دونوں عیدوں کے درمیان عورت سے رخصتی ناپسند کرتے ہیں کہ کہیں ان میں جدائی ہی نہ ہو جائے، حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔(البداية والنهاية:4/580، ط: دار هجر)

واضح رہے کہ شریعت میں سال کے بارہ مہینوں اور دنوں میں کوئی مہینہ یا دن ایسا نہیں، جس میں نکاح کی تقریب مکروہ اور ناپسندیدہ ہو یا اس میں نکاح منحوس اور شادی ناکام ہو جاتی ہو۔

شوال کے مہینے میں نکاح کو منحوس سمجھنا باطل نظریہ ہے، جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس خیال کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نکاح ایک اہم عبادت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت اور طریقہ ہے۔(سنن الترمذي: رقم الحدیث:1080)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو باطل نظریات و رسومات سے بچتے ہوئے اصل حقیقی دین اسلام کی فضیلت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# خزانہ الٰہی کی کنجی

# اور لقمہ حلال

مولانا محمد طارق نعمان گڑنگی

جس پیٹ میں حلال مال جائے وہ پیٹ مبارک ہے حلال اور حرام میں تمیز اسلامی اصولوں کے مطابق کرنی چاہیے اسلام حلال مال کھانے کا درس دیتا ہے اور حرام سے روکتا ہے۔ حلال مال کی طلب تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس نے چالیس دن ایسی حلال روزی کھائی جس میں کچھ نہ حرام ملا ہو حق تعالیٰ اس کے دل کو نور سے بھر دے گا اور حکمت کے چشمے اس کے دل سے جاری کر دے گا ایک اور روایت میں ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے نکال دیتا ہے اور حلال روزی کھانے والے کی دعا قبول ہوتی ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ جو حرام سے کھاتا ہے اس کی نہ فرض نماز قبول ہوتی ہے نہ سنت، ایک اور ارشاد ہے کہ جس نے ایک کپڑا دس درہم دے کر لیا جس میں ایک درہم حرام ہے تو جب تک وہ کپڑا بدن پر رہے گا اس کی نماز قبول نہ ہو گی اور جو گوشت بدن پر حرام روزی سے پیدا ہوا دوزخ کی آگ میں جلے گا، جس نے پرواہ نہ کی اس بات کی کہ مال کہاں سے پیدا کیا ہے اللہ پاک اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اس کو کہاں سے دوزخ میں ڈالے۔

ارشاد مصطفی ﷺ ہے جو طلب حلال میں تھک کر گھر جاتا ہے اور سو جاتا ہے اس کے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور صبح کو جب وہ سو کر اٹھتا ہے اللہ پاک اس سے خوش ہوتے ہیں

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جو حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ اس سے حساب لوں، فرمان رسول ﷺ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ کھانا کپڑا ان کا حرام ہے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں ایسی دعا کب قبول ہو گی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ رزق حرام کھا کر عبادت کرنا ایسا ہے جیسے ریت یا پانی پر گھر بنایا جائے، حرام کھانے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ حلال کمائی کی لذت اس شخص کو محسوس ہوتی ہے جو حرام کمائی چھوڑنے کی مکمل کوشش کرتا ہے

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے غلام کے ہاتھ سے تھوڑا سا دودھ پی لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسی وجہ سے حلال نہیں ہے فوراً اپنی انگلی حلق میں ڈال کر قے کی اور اللہ پاک سے التجا کی کہ یااللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس مقدار سے جو میری رگوں میں رہ گیا ہے اور باہر نہیں نکلا، جو حلال روزی کھائے گا اس کے اعضاء اطاعت میں رہیں گے اور ہمیشہ توفیق خدا اس کے ساتھ رہے گی

**ادب سے دیکھنا لوگو یہ میرا رزق حلال**

**کہ کم لگے بھی تو تاثیر میں زیادہ ہے**

قرآن وسنت میں کثرت رزق کے اسباب بیان فرمائے گئے ہیں جن میں سے دس مندرجہ ذیل ہیں

1۔ استغفار کرنا (سورۃ نوح) 2۔ تقویٰ اختیار کرنا (سورۃ طلاق) 3۔ اللہ کی ذات پر توکل کرنا (مسند امام احمد بن حنبل) 4۔ حسب حیثیت صدقہ خیرات کرنا (سورۃ سباء)

5۔ شکر کرنا (سورۃ ابراہیم) 6۔ صلہ رحمی کرنا (صحیح بخاری شریف) 7۔ پاکدامنی کے لیے شادی کرنا (سنن النسائی) 8۔ لگاتار حج وعمرہ کرنا (سنن الترمذی)

9۔ گناہوں کو چھوڑ دینا (سنن ابن ماجہ) 10 ۔ صبح سویرے رزق کی تلاش میں نکلنا (سنن ابی دائود)

آج معاشرے میں حلال حرام کی تمیز نہیں رہی اسی وجہ سے ہر دوسرا آدمی پریشان دکھائی دیتا ہے، حلال میں اللہ پاک نے مٹھاس اور سکون رکھا ہے حرام مال میں سے لذت اٹھادی گئی ہے، جو لوگ معاملات کو درست رکھتے ہیں وہ ہمیشہ سرشار رہتے ہیں اور جن کے معاملات اچھے نہیں وہ پریشانیوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں،

ہمارے اسلاف اس بات کا بہت خیال رکھا کرتے تھے کہ کہیں کسی کا حق نہ مارا جائے۔ ایک اللہ والے کسی بیمار کے سرہانے بیٹھتے تھے اس کی بیمار پرسی کیا کرتے تھے جب وہ بیمار مر گیا تو فوراً اس کے کمرے میں لگے ہوئے چراغ کو بجھادیا کہ اب اس کا تیل ورثاء کا حق ہے (سبحان اللہ) ایسے ہی لوگوں کی دعائیں پھر عرش والا رد نہیں کرتا ان کے چلنے پھرنے کو بھی عبادت کا درجہ دیا جاتا ہے

۔



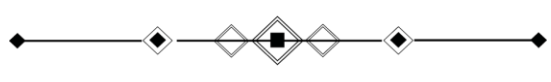

یہ مقام ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے غنیمت کا مشک گھر میں اپنی اہلیہ کو دیا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے حصے کرو! آپؓ کی اہلیہ نے اس کے چھوٹے چھوٹے حصے کر دیے ہاتھ سے دوپٹہ کو چھوا تو اس دوپٹہ سے خوشبو آنے لگی آپؓ نے فرمایا کہ تمہارا مقنع خوشبو کیوں دیتا ہے؟ یہ تو تمام مسلمانوں کا حق ہے۔

اللہ اکبر یہ حضرت عمرؓ کی شان فاروقی تھی کہ مسلمانوں کی جان و مال کا کتنا خیال رکھا کرتے تھے تبھی تو زمین ان کے پائوں کی ٹھوکر سے فوراً سکوت اختیار کر لیتی تھی جس زمین پر عدل و انصاف ہوتا ہے دوسروں کے مال کی نگہبانی ہوتی ہے اس زمین کو بھی قرار ملتا ہے، جہاں غیروں کے مال کو اپنا سمجھا جائے اور عوام الناس کے مال کو بے دریغ استعمال کیا جائے تو زمین ہی کیا زمین میں رہنے والی مخلوقات بھی ایسے لوگوں کے لیے بد دعائیں کرتی ہیں

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے سامنے مشک لائی گئی تو آپ نے فوراً اپنی ناک پکڑ لی کہ اس کی خوشبو کہیں میری ناک میں نہ چلی جائے کیونکہ اس پہ تمام مسلمانوں کا حق ہے، حضرت امام حسنؓ نے صدقہ کے مال میں سے ایک خرمالے کو منہ میں رکھ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کخ کخ القھا یعنی اس کو پھینک دے۔

جب تربیت ایسی ہو گی تو اولاد بھی اپنے آبائو اجداد کے اقوال و افعال کو اپناتے ہوئے ان کی طریقوں پہ اپنی جان کو قربان کیا کرتی ہے

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو چالیس دن شبہ کا مال کھائیگا اس کا دل سیاہ ہو جائے گا، غور کریں یہاں پہ تو جان بوجھ کر مال کو غصب کیا جاتا ہے، ڈاکہ زنی، رشوت خوری کا بازار گرم ہے دل سیاہ سے بھی سیاہ تر ہو چکے ہیں، نصیحت بے فائدہ جاتی ہے عمل نیک سے انسان دور اور عمل بد پہ انسان خوش دکھائی دیتا ہے اصل وجہ پیٹ کو لقمہ حلال میسر نہ ہونا ہے

یحیٰی بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ طاعت خزانہ الٰہی ہے اور اس کی کنجی دعا ہے اور اس کے دندانے لقمہ حلال ہیں

اب آپ اندازہ لگائیں خزانہ الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے دعا کی کنجی کی ضرورت ہے اور جس کنجی کے دندانے نہ ہوں تو تالا نہیں کھلتا ہے لقمہ حلال دعا کی کنجی کے دندانے اب دندانوں کو بھی سلامت رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ دعا کی کنجی سے خزانہ الٰہی حاصل ہو سکے۔ اللہ پاک ہمیں حلال کی وافر روزی عطا فرمائے اور حلال کے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین یارب العالمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین)

# دین کے خادموں کو کمتر سمجھنا

مولانا محمد عباس مدنی

یہ ایک تلخ مگر سچی حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو لوگ دین کی خدمت کرتے ہیں امام، مؤذن، خادمِ مسجد، حافظِ قرآن یا دینی طالب علم اکثر انہیں کمتر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہی لوگ دین کے ستون اور امت کی روح ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آخر دین والوں کو کمتر کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اور اسلام اس سوچ کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

## 1۔ دنیا کی محبت، اصل وجہ

قرآنِ مجید ہمیں اصل بیماری بتاتا ہے:

**كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ،وتَذَرُونَ الْآخِرَةَ(سورة القيامة: 20–21)**

**"نہیں! بلکہ تم جلد ملنے والی دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔"**

جب دنیا، مال اور ظاہری شان عزت کا معیار بن جائے تو جو شخص دین کو سنبھالے، وہ لوگوں کی نظر میں چھوٹا نظر آتا ہے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔

## 2۔ انبیاءؑ اور دین داروں کا تمسخر

قرآن گواہ ہے کہ یہ رویہ ہر دور میں رہا:

وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا(سورة الزخرف: 23)

"ہم نے جب بھی کسی بستی میں ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا۔"

یعنی مالدار طبقہ ہمیشہ دین والوں کو کمتر سمجھتا آیا ہے۔

## 3۔ عزت کا اصل معیار

اللہ تعالیٰ نے عزت کا معیار واضح فرمادیا:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ(سورة الحجرات: 13)

"اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔"

## 4۔ غریب صحابہؓ اور شانِ نزول

جب کفار نے غریب صحابہؓ کو حقیر سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ(سورة الانعام: 52)

"جو لوگ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، انہیں مت ہٹایئے۔"

یہ آیت دین دار مگر کمزور طبقے کی عظمت کا اعلان ہے۔

## 5۔ حدیث: اللہ کی نظر میں مقام

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ(صحيح مسلم)

"کتنے ہی بکھرے حال والے لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دنیا دھکے دیتی ہے، مگر اللہ کے ہاں ان کی بات قبول ہوتی ہے۔"

## 6۔ خادمِ دین کی اصل عظمت

### خادمِ مسجد، امام اور حافظ:

مسجد کو آباد رکھتے ہیں، نماز و قرآن کی حفاظت کرتے ہیں، ایمان کی شمع کو روشن رکھتے ہیں، اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ(المعجم الكبير)

**"سب سے بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔"**

دین والوں کو کمتر سمجھنا دراصل دنیا پرستی کی علامت ہے، نہ کہ اسلامی سوچ۔ جو شخص دین کی خدمت میں لگا ہے، وہ اگرچہ لوگوں کی نظر میں معمولی ہو، مگر اللہ کے نزدیک بے حد معزز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین والوں کی قدر کرنے، ان کی خدمت کو سمجھنے، اور صحیح معیارِ عزت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

رمضان میں آسمانی
کتابوں کا نُزول!
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے، رمضان کی پہلی رات میں نازل کیے گئے۔
تورات اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے چھ (6) ایام گزر چکے تھے۔
انجیل تب نازل کی گئی جب رمضان کے تیرہ (13) ایام گزر چکے تھے۔
زبور اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے اٹھارہ (18) ایام گزر چکے تھے۔
اور قرآن اس وقت نازل کیا گیا جب رمضان کے چودہ (14) ایام گزر چکے تھے۔"
(المعجم الكبير للطبرانی: 185 حديث حسن)

اے اللہ میرا ،شکر ہے تیرا، تو نے میرا انتخاب کیا
اپنے کلام حفظ کی خاطر میرا سینہ پاک کیا
حفظ تو تُونے کرادیا مجھ کو دو سالوں کی مدت میں
اب سینے میں پختہ کردے لے جائے مجھ کو جنت میں
عمر بھر اس کو پڑھتارہوں ثواب سے جھولی بھرتارہوں
سیکھ کر اس پر عمل کروں اس کی ہدایت پر چلتا رہوں
آج میرے حفظ قرآن کی تکمیل کی تقریب ہے
ہال سجاہے پیاروں سے میرا باپ یہاں موجود نہیں
جس سے کھل کر اس خوشی میں ناز کروں ،میں لاڈ کروں
وہ تو یہاں موجود نہیں پھر میں کس سے بات کروں
میرے چاچے مامے،دادا،دادی اور امی سب پیار اور خیال تو کرتے ہیں
پھر بھی میں ان پیاروں سے باپ کی طرح کیسے بات کروں
میرے اللہ میں تجھ سے راضی ہوں،میرا باپ لیا قرآن دیا
اب میرا لاڈ ہے تجھ سے دنیا میں اس پر عمل کرا جنت میں تیرا دیدار کروں
خلیل الرحمن نام ہے میرا تو بھی مجھ کو خلیل بنا عزیز بنا

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتم العالیہ

# اہل بیتؓ کون۔؟

ڈاکٹر محمد عثمان غنی

## مصداقِ رابع: دامادِ پیغمبر ﷺ

1۔ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ شوہر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

2۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شوہر سیدہ رقیہ و سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما

3۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شوہر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

## مصداق خامس: بعض حضرات جن کو حضور ﷺ نے اہلِ بیت قرار دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر صرف خدمت کرتے تھے اور سودا سلف لا کر دیتے تھے انہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا ہے حالانکہ نہ تو ان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبی تعلق تھا نہ وہ اہل بیت مسکن میں سے تھے اور نہ ہی وہ آپ کی اولاد پاک میں سے تھے، بیت کی تینوں نسبتیں مفقود تھیں لہذا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت کے ہاتھ بڑھاتے ہوئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بھی اہل بیت میں شامل فرمالیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ(مستدرک امام حاکم 3 : 691 رقم 6539)**

سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں

ایک صحیح روایت میں آیا ہے کہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

**وَاَنَا مِنْ اَهْلِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاَنْتَ مِنْ اَهْلِى**

کہ کیا میں آپ کے اہل میں سے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ میرے اہل میں سے ہیں۔(روح المعانی ج22ص15)

## اہل بیت کے فضائل:

**عَنِ الْعَبَاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنهما قَالَ : كُنَّا نَلْقَي النَّفَرَ مِنْ قُرَيْشٍ، وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَقْطَعُوْنَ حَدِيْثَهُمْ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ : مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فَإِذَا رَأَوْا الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي قَطَعُوْا حَدِيْثَهُمْ وَاللهِ، لاَ يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِيْمَانُ حَتَّي يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّي. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ.**

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم جب قریش کی جماعت سے ملتے اور وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے تو گفتگو روک دیتے ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس امر کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جب میرے اہل بیت سے کسی کو دیکھتے ہیں تو گفتگو روک دیتے ہیں؟ اللہ رب العزت کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو گا جب تک ان سے اللہ تعالیٰ کے لیے اور میرے قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔" اسے امام ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

**الحديث رقم 9: أخرجه ابن ماجة في السنن، المقدمة، باب: فضل العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه، 1/ 50، الرقم: 140، والحاكم في المستدرك، 4/85، الرقم: 6960، والمقدسي في الأحاديث المختارة، 8/ 382، الرقم: 472، والديلمي في مسند الفردوس، 4/113، الرقم: 6350، والسيوطي في شرح سنن ابن ماجة، 1/13، الرقم: 140.**

**'عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: اَحِبُّوْا اللهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ، وَاَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللهِ عزوجل وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ.'' (جامع ترمذی)**

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کے سبب اور میری محبت کی وجہ سے اہلِ بیتؓ سے محبت کرو۔"

**عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفَى إِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ**

**أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَتِہٖ وَاَہْلِ بَيْتِہٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاہِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.'' (سنن ابی داؤد)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ خوشی حاصل کرنا ہو کہ اس کے نامۂ اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے، جب وہ ہم اہلِ بیت پر درود بھیجے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے: اے اللہ! تو درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت اور اہل بیت پر، جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر، بے شک تو بہت زیادہ تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا رب ہے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**''ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فِيْ اَہْلِ بَيْتِہٖ.'' (صحیح بخاری: ۳۷۱۳)**

اہل بیتؓ کا اکرام و تعظیم کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اور لحاظ رکھو۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**''لكل شيء أساس و أساس الإسلام حب أصحاب رسولِ الله صلى الله عليه وسلّم و حبّ أہل بيتہٖ.(كنزالعمال)**

''ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی اَساس و بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے محبت کرنا ہے۔''

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک آنکھ اور اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم دوسری آنکھ ہیں، ایک کو پھوڑ دیں تو بھی اپنا نقصان ہے اور اگر دوسری آنکھ کو پھوڑیں تو بھی اپنا نقصان ہے، نیز اگر کسی خوب صورت نقش نین والے شخص کی بھی ایک آنکھ خراب ہو جائے تو دوسری آنکھ کا حسن بھی ختم ہو جاتا ہے۔

## خلاصہ

اہلِ بیت اطہار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں، آپ کی اولاد (تین بیٹے اور چار بیٹیاں) اور اولاد کی اولاد (پانچ نواسے اور تین نواسیاں) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ اور دیگر وہ شخصیات شامل ہیں، جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت کے مفہوم میں داخل فرمایا۔

اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عقیدت و محبت جزو ایمان ہے۔

اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اصل میں اصحابِ رسول ﷺ ہی ہیں۔

قرآن مجید کی ان تمام آیات کے مصداق اہلِ بیت ہیں۔

خلفائے ثلاثہ سے بالخصوص اہلِ بیت کی رشتہ داریاں موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، کوئی ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا، جبکہ جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں، کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔

اللہ کا مُنادی پکارتا ہے: **اے خیر و نیکی کے طالب! آگے بڑھ اور اے شر و بدی کے طالب! رُک جا**

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس رات بہت سے گناہ گار بندوں کو دوزخ سے رہائی دیتے ہیں اور رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔"

(سنن ترمذي:682باب ما جاء في فضل شهر رمضان)

# رائے ثقیلہ

سمیع اللہ حضروی صاحب

"ڑ"؛اردو کا پچیسواں حروف تہجی ہے جب کہ بعض لغات میں اسے پندرھواں حرف شمار کیا گیا ہے۔ دونوں شمار میں اگرچہ فرق ہے لیکن اس کی تطبیق یوں کی جاسکتی ہے کہ اگر ہائیہ حروف مثلاً بھ، پھ، تھ، ٹھ شمار نہ کیے جائیں تو پندرھواں اور اگر شمار کیے جائیں تو پچیسواں ہو گا۔ مذکورہ حرف عربی اور فارسی حروفِ تہجی میں شامل نہیں۔ پاکستان اور ہندُستان کے علاوہ کسی آریائی یا غیر آریائی زبان میں اس آواز یعنی حرف کا وجود نہیں۔

حروفِ ابجد میں اسے ر کے مساوی شمار کرتے ہوئے اس کے لیے 200 مقرر کیے گئے ہیں۔ بلحاظِ جنس موئنث ہے۔ جب کہ مہذب اللغات (جلد ششم ردیف ڑ) میں اسے مذکر لکھا گیا ہے۔

ڑ (بشمول ہائیہ حرف ڑھ) ذلقی مصوتہ ہے جس کی ادائی زبان کی نوک تالو سے لگا کر جھٹکے سے نیچے لانے سے ہوتی ہے۔ اس کا تلفظ ڑایاڑے کیا جاتا ہے۔

یونی کوڈ کے چارٹ میں اسے Arabic Letter Rreh کا نام دیا گیا ہے اور اس کا کوڈ U+0691 ہے۔

اس کی ہائیہ صورت "ڑھ" ہے جس کا استعمال کبھی درمیان میں اور کبھی آخر میں کیا جاتا ہے۔ جیسے:

بڑھنا، پڑھنا، چڑھائی، لُڑھکنا، مسوڑھا، ریڑھ، کوڑھ وغیرہ۔

علماءِ لسانیات؛ جنوبی ہند کی قدیم آوازوں میں شمار کرتے ہوئے اس کا رشتہ دراوڑی خاندان سے بتاتے ہیں۔

یہ اردو حروفِ تہجی میں شامل ایسا حرف ہے جس سے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ کسی لفظ کے شروع میں نہیں آتا ہے۔ اردو کے متداول لغات جیسے: علمی اردو لغت (جامع) وارث سرہندی، فیروز اللغات اردو (جامع) مولوی فیروز الدین، حسن اللغات، (جامع) اورینٹل بک لاہور، فرہنگِ تلفظ شان الحق حقی، اردو کی صوتی لغت پروفیسر نصیر احمد خان میں بھی اسی بات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض اردو کے ایسے بھی لغات ہیں اگرچہ مستند ہیں لیکن ان میں یہ اس لفظ کی ردیف شامل ہی نہیں کی گئی۔ جیسے :

نور اللغات مولوی نور الحسن نیّر، جامع اللغات خواجہ عبد المجید لاہوری، جدید نسیم اللغات نسیم امروہوی۔

بعض اردو، پشتو، پوٹھوہاری لغات میں کچھ ایسے الفاظ ملتے ہیں جو اس حرف سے شروع ہوتے ہیں لیکن ثقیل ہونے کے سبب ان کا تلفظ "ر" سے کیا جاتا ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

رائے ثقیلہ جسے رائے ہندی بھی کہا جاتا ہے، کیا واقعی سنسکرت یا ہندی کا حرف ہے؟ اس سے متعلق شان الحق حقی لکھتے ہیں:

"یہ آواز (ڑ) سنسکرت میں بھی نہیں۔" (فرہنگِ تلفظ: شان الحق حقی ص 587؛ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد)

ہندی زبان کے آغاز سے پہلے لسانی تاریخ دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ ہندی زبان؛ پراکرت یا پالی زبان کے خمیر سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ وہ زبانیں ہیں جو سنسکرت (संस्कृत) کے مقابلے میں معرضِ وجود میں آئیں۔ سنسکرت آریاؤں کی زبان تھی اور اسے دیوتاؤں کی زبان کہتے تھے۔ ان کی مذہبی کتب بھی اسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ قریباً 1500 ق۔م میں آریا ہندُستان میں فاتح قوم کی حیثیت سے آئے تھے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے مطابق اس وقت ان کی زبان ویدک تھی جو ایران کی قدیم زبان اوستا سے مماثلت رکھتی تھی۔ (اردو شاعری کا مزاج: ڈاکٹر وزیر آغا ص 53)

انھوں نے ہندُستان پر قابض ہو کر یہاں کے رہنے والے لوگوں نے کو اپنے زیرِ اثر کر لیا اور اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے سنسکرت زبان کا استعمال کیا جو ان کی اپنی زبان تھی اور اسی میں مذہبی کتابیں لکھیں۔ سنسکرت کا تعلق ہند آیائی زبانوں کے خاندان سے ہے۔ سنسکرت سے متعلق ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

"ایک ہزار پانچ سو قبلِ مسیح کے لگ بھگ آریاؤں نے پہلی بار ہندُوستان پر یلغار کی اور وادیٔ سندھ کی دراوڑی تہذیب سے متصادم ہوئے۔ ظاہر ہے کہ آریاؤں کی زبان بھی دراوڑی زبانوں سے متصادم ہوئی ہو گی۔ اس سلسلے میں ہورنلے کا خیال ہے کہ آریائی قبائل کی زبان تو صرف ایک تھی لیکن چونکہ وہ واضح لہروں میں یہاں وارد ہوئے اس لیے ان کے لہجے کے فرق کی بنا پر

اس زبان کے دو مختلف روپ منظر عام پر آئے ایک ماگدھی اور دوسرا شورسینی۔ لسانیات کے بہت سے ماہرین کا خیال ہے کہ یہی ہند آریائی زبان ترقی کرنے کے بعد سنسکرت کہلائی۔"(اردو شاعری کا مزاج ص110)

آریا، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے ایک طویل عرصے کے بعد جب ان کی توجہ لکھنے پڑھنے کی طرف راغب ہوئی انھوں نے لکھنا پڑھنا سیکھا۔ سنسکرت کے تحفظ اور اغلاط سے پاک رکھنے کے لیے پانینی (पाणिनी) نے اشٹ دھیاے کے نام سے قواعد مرتب کیے۔ اشٹ دھیاے، سم کرتیہ کے نام سے بھی پہچانی جاتی ہے۔ یہ قواعد نثر کے بجاے منظوم تھے تا کہ بآسانی یاد ہو سکیں۔

علماے لسانیات کے نزدیک پانینی ہندستان بلکہ دنیا کا پہلا شخص تھا جس نے زبان کے قواعد مرتب کیے۔ اس کا زمانۂ حیات 520 -460ق-م ہے۔ یہ ضلع صوابی (پاکستان) کے ایک گاؤں چھوٹے لاہور کا رہنے والا تھا۔ موسیقی کے ساتھ ساتھ علمِ لسانیات اور علمِ سیاست کا بھی عالم تھا۔ اس کی مادری زبان پشتو تھی۔ پانینی اپنے زمانے میں ٹیکسلا (پاکستان) کے مقام پر قائم ایک یونی ورسٹی میں لسانیات اور سیاسیات کا استاذ تھا۔ اس یونی ورسٹی کے آثار آج بھی ٹیکسلا میں جولیاں کے مقام پر موجود ہیں۔ اسی نسبت سے اسے "جولیاں یونی ورسٹی" کہا جاتا ہے۔ آریاؤں نے ہندستانی لوگوں کو غلام تصور کرتے ہوئے ان پر یہ زبان سیکھنے پر سخت پابندی لگادی۔ جس طرح آریا اپنے ساتھ کسی اور کو ملانے کے روا نہیں تھے اسی لیے وہ سنسکرت کو بھی دوسری ہندستانی زبانوں کی ملاوٹ سے پاک رکھنا چاہتے تھے۔ یاد رہے سنسکرت کا معنٰی ملاوٹ سے پاک یعنی خالص ہے۔ لیکن ان کی یہ خام خیالی ہی رہی۔ سنسکرت نے بھی دیگر زبانوں کی طرح اپنے ارد گرد کے ماحول اور دوسری زبانوں کا اثر قبول کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اِس میں دوسری زبانوں کے الفاظ شامل ہونے لگے۔ فارسی زبان نے بھی اس پر دور رس اثرات مرتب کیے۔ جس کا تفصیلی ذکر، سخن دانِ فارس (مولانا محمد حسین آزاد) کے حصہ اول میں موجود ہے۔ سنسکرت اور ہندی کے حروفِ تہجی (لپی) دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں "ڑ" کا حرف موجود ہی نہیں اور اسے الگ شمار کیا گیا ہے اور لکھتے وقت "ڑ" کے لیے "ڈ" کے نیچے نقطہ (بِندی) لگا کر اور "ڑھ" کے لیے "ڈھ" کے نیچے نقطہ یعنی بِندی لگا دیا جاتا ہے۔ جیسے:

ड़-1

ढ़-2

شمار 1 "ڑ" ظاہر کرتا ہے۔ شمار 2 "ڑھ" ظاہر کرتا ہے۔

انگریزی میں اس کا املاءd اور dh سے کیا جاتا ہے۔ جیسے: پڑوسی=padosi، جونا گڑھ=Joona Gadh یا Juna Gadh علی گڑھ=Ali Gadh وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ اردو رسم الخط میں علی گڑھ کا املاء علی گڈھ سے کیا جاتا ہے اسی طرح پرتاب گڑھ کا پرتاب گڈھ سے، جونا گڑھ کا جونا گڈھ سے املاء کیا جاتا رہا ہے۔ البتہ اکثر اب کتب میں مذکورہ بالا الفاظ کا اردو املاء "ڑھ" کے ساتھ مثلاً علی گڑھ، پرتاب گڑھ، جونا گڑھ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کے دیگر الفاظ کا بھی یہی حال ہے تاہم دیوناگری میں ड़ اور ढ़ ہی سے مستعمل ہے۔

اردو کے متداول لغات میں اسے ہندی حرف کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے یہ حرف ہندی میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہے لیکن حقیقی طور پر یہ ہندی اور سنسکرت کا نہیں ہے جیسے کہ وضاحت کی جاچکی ہے۔ حقیقی طور پر یہ پشتو زبان کا حرف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ایک خیال کے مطابق "ڑ" در حقیقت پشتو زبان کا حرف ہے۔ یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ اہل پشتو قریباً 4000 قبل مسیح سے یہ زبان بولتے آرہے ہیں۔ آریاؤں نے یہ حرف پشتو ہی سے مستعار لیا تھا۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ پانینی نے اس آواز کے لیے یہ حرف شامل کیا ہو کیونکہ اس کی اپنی زبان پشتو تھی اور اس زبان میں یہ آواز پہلے ہی سے شامل ہے۔

آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے جو آثار ملے ہیں ان میں پتھر کی ایسی تختیاں بھی ملی ہیں جن پر خروشتی زبان کی تحاریر کندہ ہیں۔ ماہرینِ آثارِ قدیمہ کے نزدیک خروشتی رسم الخط قدیم پشتو ہی کا ہے کیوں کہ جب یہ تختیاں پڑھی گئیں تو جو جملے سامنے آئے وہ پشتو زبان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان جملوں میں "ڑ" کا بھی استعمال تھا۔ جملے یہ تھے:

1-نہ اڑیک ہم (میں ضدی نہیں) 2-نہ روز کڑے یم (میں ظالم نہیں) ان جملوں کا زمانہ 3500 قبلِ مسیح ہے۔ (لسانیاتِ پاکستان ص 393)

پشتو اور اہلِ پشتو کا ذکر اوستا، وید اور مہابھارت میں بھی موجود ہے۔ (لسانیاتِ پاکستان ص 392)

یہ اسناد، پشتو کی قدامت ثابت کرتی ہیں۔ خروشتی سے پہلے خطِ میخی کا رواج تھا بعد میں اس کی جگہ خطِ خروشتی نے لے لی۔

سلطان محمود غزنوی کے عہد کے ایک عالم سیف اللہ نے پشتو کے موجودہ مخصوص آوازوں کے لیے کچھ حروف مثلاً ٹ، ڈ، ڑ وغیرہ وضع کیے اور اس کے لیے عربی رسم الخط نسخ کا انتخاب کیا۔ یہی رسم الخط ان ہی وضع کردہ مخصوص حروف کے ساتھ آج

بھی استعمال ہو رہا ہے۔ ذیل میں ان الفاظ پر ایک نظر ڈالتے ہیں جو "ڑ" سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ الفاظ اردو، پشتو، ہندکو اور پنجابی زبان سے متعلق ہیں۔ پشتو زبان میں ایسے کئی الفاظ آج بھی مروج ہیں جو "ڑ" سے شروع ہوتے ہیں۔ مثلاً

ڑخبتی، ڑوند، ڑوندون، ڑنگونہ وغیرہ۔ (پ°توا:°ریزی°کشنری)

پشتو میں "ڑ" کے املاء کے لیے "ر" کے نیچے چھوٹا سا دائرہ لگا دیا جاتا ہے۔ جیسے: "°"

لغاتِ افغانی میں ڑ سے شروع ہونے والے الفاظ درج کیے گئے ہیں چند ایک الفاظ مع معانی درج ذیل ہیں:

ڑپول: کچولنا۔ ہلانا (پانی کا یا کسی اور نرم چیز کا۔)

ڑچ: لرزان۔ لڑکھڑاہٹ۔ ڑُمبی / ڑنبی: پہلا۔ اول۔ مقدم۔ ڑوندل: اندھا کرنا۔ ڑواندِ: آگے۔ پہلے۔ ڑوند: اندھا۔ نابینا۔ (لغات افغانی: سید راحت اللہ راحت زاخیلی مقامِ اشاعت نامعلوم 1958ء)

اردو زبان میں "ڑ" سے شروع ہونے والے الفاظ یہ ہیں:

ڑوڑہ (پتھر کا ٹکڑہ)۔ ڑوڑے (حالتِ جمع)۔ ڑوڑوں (ڑوڑہ کی جمع استنائی)۔ ڑیں ڑیں (رہٹ کے چلنے کی آواز)۔ ڑنگا (بھاری گھنٹا جو بیل کے گلے میں لٹکایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قینچی یعنی کبڈی کا ایک داو۔ وہ رسی جس سے بیل وغیرہ کی ٹانگیں باندھی جاتی ہیں۔) ڑوڑہ، ثقالت کے باعث روڑہ، ڑیں ڑیں کو ریں ریں اور ڑنگا کو اڑنگا سے تلفظ کر کے بولا اور لکھا جاتا ہے۔

ڑ سے شروع ہونے والا ایک لفظ "ڑوڑہ" آکسفورڈ اردو انگریزی ڈکشنری کے صفحہ 665 پر "ڑ" کی ردیف میں موجود ہے۔ جس کا یہ معنی درج ہے:

.fragment of stone or brick

مشہور اردو (ہندی) انگریزی ڈکشنری از جان تھامسن پلیٹس میں ڑ سے شروع ہونے والا یہی لفظ (ڑوڑہ) ص 1261 پر درج ہے اور معانی کے لیے ردیف ر صفحہ نمبر 1245 کا ذکر کیا گیا ہے جہاں روڑہ اور اس کے یہ معانی درج ہیں۔

.A fragment of stone or brick ; a stone ; a brickbat

فرہنگِ آصفیہ جلد دوم ص 396 پر "ڑ" سے متعلق لکھا ہے:

"ہندی اور اردو زبان کا پندرھواں حرف جو اپنی ثقالت کے باعث کسی لفظ کے شروع میں نہیں آتا مگر فی زمانا حرف ड(ڈ) کے نیچے نقطہ لگا دینے سے ड़(ڑ) پڑھا جاتا ہے۔"

فرہنگِ تلفظ میں لکھا ہے کہ یہ حرف کسی لفظ کے شروع میں نہیں آتا، صرف بیچ یا آخر میں آتا ہے۔ جیسے: اُڑد، اُڑان، کڑوا، آڑ، پہاڑ، توڑ، دوڑ، بھیڑ، گُڑ۔

"ڑا" سے متعلق لکھا ہے:

بعض الفاظ میں بطور لاحقۂ تصغیر آتا ہے۔ بنڑا (بنا دولھا کی تصغیر)، پلڑا (پلہ کی تصغیر)، گانوڑا (چھوٹا گانو)، چمڑی، پگڑی، انکھڑی، پنکھڑی۔

اردو لغت تاریخی اصول پر جلد نمبر 11 میں ردیف ڑ میں اس حرف کی وضاحت اور صرف پانچ الفاظ مع وضاحت و معانی دیے گئے ہیں۔

ڑا۔ ڑی۔ ڑنگا۔ ڑوڑا۔ ڑے۔

پوٹھواری لغت شیر از اللغات میں اس حرف سے شروع ہونے والے سترہ (17) الفاظ اور ان کے معانی دیے گئے ہیں چند ایک الفاظ مع معانی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

ڑاں: موٹی اور بھدی آواز۔ ڑانکڑاں: گدھے کی آواز۔ کٹے (بچھڑا) کا بولنا۔ ڑِچ: پکی ضد۔ اصرار۔ بچوں کی بے جا ضد۔ ڑُک: ضدی۔ مغرور ڑنگ بڑنگ: الٹے سیدھے کام۔ بے معنی باتیں۔ ڑوت: بھکا۔ خود سر (من مرضی کرنے والا)۔ ضدل (ضدی)۔ ڑِیک: گٹھلی۔ ڑیکہ: شلجم۔ اردو میں اسے ڑنگا (اڑنگا) کہتے ہیں۔ کبڈی کا ایک داو جسے چھاچھی بولی اور ہندکو میں قینچی کہا جاتا ہے۔ (شیر از اللغات۔ مرتب شیر از طاہر گندھارا ہندکو اکیڈمی؛ پشاور)

گندھارا ہندکو لغت (apk. app) میں ڑ کے آخر، درمیان اور شروع ہونے والے مزید الفاظ اور ان کے معانی یہ ہیں۔

ڑا: ضمیرِ متکلم واحد جب آپ کے بعد آئے تو حرفِ اضافت کے معانی دیتا ہے۔ مثلاً آپڑاں یعنی اپنا۔ اپنا کا درست املاء اپ ںڑا ہے۔ تانیث کی صورت میں ڑی اور حالتِ جمع ڑے ہے۔

ڑا بطور لاحقۂ تصغیر کے لیے بھی مستعمل ہے۔ جیسے: مکھ سے مکھڑا۔ بچہ سے بچڑا۔

ڑبڑ: ربڑ (Rubber)۔ رگڑنے کی چیز۔ وہ چیز جس سے پنسل کی لکھائی رگڑ کر مٹائی جاتی ہے۔

ڑپ ڑپ: وہ آواز جو پانی میں ہاتھ وغیرہ کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ چڑپ چڑپ۔ کوڑے (تازیانے) مارنے کی آواز۔ شڑپ شڑپ۔ شڑاپ شڑاپ۔

ڑڑک: سرکنا۔ چپکے سے چلا جانا۔ کھسکنا۔ الگ ہو جانا۔ بھاگنا۔ ٹلنا۔ دہی یا دودھ بلو کر لسی بنانا۔ ثقالت کی وجہ سے ڑڑک کی ادائی رِڑُک کے تلفظ سے کی جاتی ہے۔

ڑگڑ: رگڑ۔ پِھسلاہٹ۔ گِھساو۔

ڑگڑ کے ثقیل ہونے پر اس کی ادائی رگڑ کی جاتی ہے۔

ڑی: ڑا کی تانیث۔ لاحقۂ تصغیر۔ جیسے: بچہ سے بچَڑی۔ ٹانگ سے ٹنگڑی وغیرہ۔

ڑیاں: ڑی کی جمع۔ لاحقۂ تصغیر بحالتِ جمع تانیث۔

ڑے: ڑا کی جمع حالت۔ لاحقۂ تصغیر بحالتِ جمع۔ جیسے: بچہ سے بچَڑے۔

پنجابی کلاسیکی لغت میں درج "ڑ" سے بننے والے الفاظ یہ ہیں۔

ڑاندی: کھیل۔ شغل۔ تماشا۔

ڑی: حرفِ ندائیہ (موئنث کے لیے)۔ جیسے: ڑی۔ اری۔ اڑی۔

ڑے: حرفِ ندائیہ (مذکر واحد جمع دونوں کے لیے)۔ جیسے: ارے۔ اڑے۔

مذکورہ حرف یعنی ڑ اردو کے علاوہ پنجابی، ملتانی، سرائیکی، پہاڑی، ہندکو اور چھاچھی وغیرہ میں بھی مستعمل ہے۔ اس کے ساتھ ہندُستان میں بولی جانے والی بعض زبانوں اور بولیوں میں بھی یہ حرف مستعمل ہے۔

اس مضمون کی تیاری کے لیے جن مصادر سے مدد لی گئی، وہ درج ذیل ہیں۔

1- میٹرک ہندی ویاکرنؔ: پروفیسر پنڈت راجارام (دیوناگری رسم الخط) بھارت ہاؤس، لاہور 1924ء

2- ہندی ویاکرنؔ سار: شری رام پرساد مصرا یم۔ اے (دیوناگری رسم الخط) ہندی بھون، لاہور 1920ء

3-فرہنگِ آصفیہ مرتبہ: سید احمد دہلوی اردو سائنس بورڈ، لاہور 2010ء

4-اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد یازدہم اردو لغت بورڈ کراچی

5-شیر از اللغات شیر از طاہر گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور

6-فرہنگِ تلفظ مرتبہ: شان الحق حقی مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 1995ء

7-A Dictionary , Classical Hindi , and English by John Thompson Platts.(مقام اشاعت اور سالِ اشاعت درج نہیں)

8-Oxford Urdu English Dictionary

.Oxford University Press , Karachi

edited by S.M.Saleem ud Deen & Suhail Anjum

9-لسانیاتِ پاکستان: ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد 1992ء

10-گندھارا ہندکو لغت مرتب اور مقام اشاعت درج نہیں۔

11-پنجابی کلاسیکی لغت: جمیل احمد پال عزیز بک ڈپو، لاہور 1995ء

12-مہذب اللغات (جلد ششم): مہذب لکھنوی دفتر انجمن محافظ اردو منصور نگر؛ نیا محل، لکھنؤ 1960

13-پشتو انگریزی ڈکشنری: مرتب نامعلوم)

14-لغات افغانی: سید راحت اللہ راحت زاخیلی سال 1958ء

15-اردو شاعری کا مزاج: ڈاکٹر وزیر آغا مجلس ترقیٔ ادب، لاہور۔

# مبارک بادی

اے اللہ میرا ،شکر ہے تیرا، تو نے میرا انتخاب کیا
اپنے کلام حفظ کی خاطر میرا سینہ پاک کیا
حفظ تو تُونے کرادیا مجھ کو دو سالوں کی مدت میں
اب سینے میں پختہ کردے لے جائے مجھ کو جنت میں
عمر بھر اس کو پڑھتارہوں ثواب سے جھولی بھرتارہوں
سیکھ کر اس پر عمل کروں اس کی ہدایت پر چلتا رہوں
آج میرے حفظ قرآن کی تکمیل کی تقریب ہے
ہال سجاہے پیاروں سے میرا باپ یہاں موجود نہیں
جس سے کھل کر اس خوشی میں ناز کروں ،میں لاڈ کروں
وہ تو یہاں موجود نہیں پھر میں کس سے بات کروں
میرے چاچے مامے،دادا،دادی اور امی سب پیار اور خیال تو کرتے ہیں
پھر بھی میں ان پیاروں سے باپ کی طرح کیسے بات کروں
میرے اللہ میں تجھ سے راضی ہوں،میرا باپ لیا قرآن دیا
اب میرا لاڈ ہے تجھ سے دنیا میں اس پر عمل کرا جنت میں تیرا دیدار کروں
خلیل الرحمن نام ہے میرا تو بھی مجھ کو خلیل بنا عزیز بنا

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

# مترادفات القرآن

محترمہ طاہرہ فاطمہ صاحبہ

## آگاہ ہونا

اس کے لیے شعر، ظہر، عثر، عَلِمَ اور خَبَر کے الفاظ آتے ہیں۔

### 1:شعر

شعر بال کو کہتے ہیں لہذا شعر کے معنی بال کی طرح باریک علم حاصل کرنا ہے (مف) کسی معاملہ کی باریکی اور لطافت کو سمجھ لینا یا حالات وواقعات سے نتیجہ اخذ کرنا اور معاملہ کی تہ تک پہنچ جانے کو شعر کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (سورة البقرة آيت 12)

دیکھو یہ بلاشبہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے۔

### 2:ظہر

اس کے بنیادی معنی دو ہیں (1) قوّۃ (2) عیاں ہونا (م ل) یہاں دوسرے مفہوم سے تعلق ہے جس کی ضد بطن ہے تو ظہر سے مراد ایسا علم ہے جو بالکل ظاہری حالات وواقعات سے حاصل ہو قرآن میں ہے:

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ (سورة النور آيت 33)

یا وہ بچے جو (کم سنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے۔

## 3:عثر

ایسی بات کی واقفیت جو بغیر ارادہ کے باتوں باتوں میں حاصل ہو جائے (مف) ارشاد باری ہے۔

**فَاِنۡ عُثِرَ عَلٰۤی اَنَّهُمَا اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا (سورة المائدة آیت 107)**

**پھر اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نے جھوٹ بول کر گناہ حاصل کیا۔**

## 4:علم

کسی چیز کی حقیقت کے متعلق واقفیت اگر یقین کی حد تک پہنچ جائے تو یہ واقفیت علم کہلائے گی اور اس کی ضد جہل ہے۔ ارشاد ہے:

**وَلَقَدۡ عَلِمُوۡا لَمَنِ اشۡتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِىۡ الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ؕ (سورة البقرة آیت 102)**

**اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں یعنی سحر اور منتر وغیرہ کا خریدار ہو گا اس کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں۔**

## 5:خبر:

خبر کسی چیز کی حقیقت وماہیت سے واقف اور باخبر ہونا اور اس کے دوسرے معنی خبر الشی، کسی چیز کو تجربہ سے جان لینا۔ تجربہ کرنا۔ آزمانا (منجد) ان سے واضح ہے کہ علم کے مقابلہ میں خبر میں واقفیت واضح تر ہوتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

**اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (سورة الحشر آیت 18)**

**بیشک اللہ اُن کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔**

## ماحصل:

شعر: کسی معاملہ کی باریکی اور لطافت کو سمجھنے پر

ظہر: ظاہری واقعات وحالات سے واقفیت بہم پہنچنے پر

عثر: باتوں باتوں میں کسی چیز کا پتہ چل جانے پر

علم: کسی چیز کی حقیقت کے متعلق یقین حاصل ہونے پر

خبر: جب علم کے ساتھ اس کی جانچ بھی ہو چکی ہو تب استعمال ہوتا ہے۔

# آگاہ کرنا

یہ لفظ آگاہ ہونا سے متعدی ہے۔ لہذا اشعر سے اشعر، ظہر سے اظہر اور علم سے علّم کے الفاظ آتے ہیں۔ پہلے ان کی مثالیں دیکھئے۔

## 1:اشعر

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا (سورة الكهف آيت 19)

تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو وہ دیکھے کہ نفیس کھانا کون سا ہے تو اس میں سے کھانا لے آئے اور احتیاط سے آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے۔

## 2:اظہر

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًاۙ (سورة جن آيت 26)

(وہ) غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی (عام شخص) کو مطلع نہیں فرماتا۔

## 3:علّم

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْؕ (سورة حجرات آيت 16)

فرما دیجئے: کیا تم اللہ کو اپنی دین داری جتلا رہے ہو۔

ان کے علاوہ اس مفہوم میں ادری، حدّث، عرّف اور اطلع، انبا یا نبّا (نبی) اور دلّ کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔

## 4:ادری (دری)

بمعنی کسی حیلہ یا تدبیر یا کسی اور چیز کے ذریعہ سے کسی چیز کا علم حاصل ہونا (مف) دری سے مصدر درایۃ ہے جو بکثرت مستعمل ہے۔ ادری اس سے فعل متعدی ہے اس پر ہمیشہ لا، مایا ان نافیہ، یا ما استفہامیہ داخل ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَةٌۜ نَارٌ حَامِيَةٌۢ (سورة القارعه آيت 10، 11)

اور آپ کیا سمجھے ہیں کہ ہاویہ کیا ہے؟ (وہ جہنم کی) سخت دہکتی آگ (کا انتہائی گہرا گڑھا) ہے۔

## 5:حدّث

حدث بمعنی کسی امر کا وقوع پذیر ہونا۔ نیا ہونا یا نئی چیز یا بات کا پیدا ہونا (منجد) اور ابن الفارس کے مطابق کون الشئ لم یکن۔ پس ایسی چیز کا پیدا ہونا یا وجود میں آنا جو پہلے نہ تھی (م ل) اور حدّث کے معنی کسی کو ایسی بات بتلانا جو وہ پہلے وہ جانتا وہ یا کم از کم بتلانے والا ایسا ہی گمان کرتا ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاِذَا لَقُوْا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(سورة البقرة آیت 76)

**اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جس وقت تنہائی میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں جو بات اللہ نے تم پر ظاہر فرمائی ہے وہ تم ان کو اس لئے بتائے دیتے ہو کہ قیامت کے دن اسی کے حوالے سے تمہارے پروردگار کے سامنے تم کو الزام دیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟**

## 6:عرّف

عرف کے معنی کسی چیز کے علامات و آثار پر غور و فکر کر کے اس کا ادراک کر لینا یا پہچاننا ہے (مف) اور ظاہر ہے کہ پہچاننے میں انسان بعض دفعہ غلطی بھی کر سکتا ہے لہذا معرف یا عرفان کا درجہ علم سے کمتر ہے اور عرفان کی ضد انکار ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (سورة يوسف آیت 58)

**اور یوسف کے بھائی کنعان سے مصر میں غلہ خریدنے کے لئے آئے تو یوسف کے پاس گئے تو یوسف نے انکو پہچان لیا اور وہ انکو نہ پہچان سکے۔**

پر عرف کے معنی خوشبو لگانا اور عرّف کے معنی خوشبو سے معطر کرنا اور خوشبو چھوڑ دینا بھی (مف، منجد) جبکہ عرّف کا عام مفہوم واقف کرانا، تعارف کرنا یا مطلع کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ درج ذیل آیت:

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ (سورة محمد آیت 6)

کا ترجمہ امام راغب نے یوں کیا ہے:

اور اللہ تعالی نے ان کے لیے جنت کو خوشبو سے بسا دیا ہے (مصنف)

## 7:اطلع

طلع کے بنیادی معنی نمودار ہونا اور سامنے آنا ہے (م ل) اور طلع الکواکب بمعنی سیاروں، سورج، چاند وغیرہ کا طلوع ہونا ہے اور اطلع کے معنی کسی کو حقیقت حال سے واقف کرنا (منجد) ارشاد باری ہے:

**وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورة آل عمران آیت 179)**

**اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا۔ البتہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔**

## 8:انبا اور نبّا

نبا کے بنیادی معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا ہے اور سیل نابی ایسے سیلاب کو کہتے ہیں جو ایک شہر سے دوسرے شہر تک جا پہنچے (م ل) پھر اس بنا پر نبا کا لفظ خبر کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ صاحب منتہی الارب نے انبا کے معنی خبر دادن (آگاہ کردن) (م ل) لکھے ہیں۔ خبر اور نبا کا فرق یہ ہے کہ خبر عام ہے اور نبا کسی خاص واقعہ کی خبر کو کہتے ہیں جو سننے والے کے لیے مفید بھی ہو۔ علاوہ ازیں نبا کا تعلق ماضی، حال، مستقبل حتی کہ مابعد الطبیعات یعنی مرنے کے بعد اور دوبارہ زندگی کی خبروں سے بھی ہوتا ہے جبکہ خبر کا دائرہ صرف ماضی اور حال تک محدود ہوتا ہے۔ گویا اہمیت، افادیت اور زمانہ کی وسعت تین چیزیں نبا کو عام خبر سے ممتاز کرتی ہیں۔ نبا میں چونکہ مستقبل کی خبر یا پیشین گوئی بھی شامل ہے۔ اسی بنا پر کافر انبیا کو کاہن بھی کہتے رہے۔ امام راغب نے نبا کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس میں کذب کا احتمال نہ ہو اور اس سے علم یا مفید ظن حاصل ہو جیسا کہ وحی الٰہی سے اور خبر متواتر وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے لیکن ہمارے خیال میں یہ قید درست نہیں۔ کیونکہ ارشاد باری ہے:

**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (سورة حجرات آیت 6)**

**اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔**

اور یہ تو ظاہر کہ فاسق کی نبا میں کذب کا احتمال موجود ہے جبھی تو اللہ تعالی نے تحقیق کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح ہدہد پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو خبر (نبا) دی تھی اس سے انہیں بھی علم یا مفید ظن حاصل نہیں ہوا تھا۔ (نیز دیکھیے خبر دینا)

## 9:دلّ

بمعنی رہنمائی کرنا، راستہ دکھانا، کسی چیز کا پتہ بتلانا اور دلالتر بمعنی جس کے ذریعہ کسی چیز کی معرفت حاصل ہو جیسے الفاظ کا معانی پر دلالت کرنا۔ یا جیسے کوئی چیز حرکت کرنے لگے تو انسان سمجھ لیتا ہے کہ یہ کوئی زندہ جانور ہے۔ گویا اس کی حرکت جاندار کی زندگی پر دلالت کرتی ہے (مف) اور دلّ کا لفظ مادی اور معنوی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

**اِذۡ تَمۡشِیۡۤ اُخۡتُكَ فَتَقُوۡلُ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰی مَنۡ یَّكۡفُلُهٗ (سورة طه 40)**

**اور جب تمہاری بہن (اجنبی بن کر) چلتے چلتے (فرعون کے گھر والوں سے) کہنے لگی: کیا میں تمہیں کسی (ایسی عورت) کی نشاندہی کر دوں جو اس (بچہ) کی پرورش کر دے۔**

دوسرے مقام پر ہے:

**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنۡجِیۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ (سورة الصف آیت 10)**

**اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتادوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے؟**

## ماحصل:

ادری: کسی حیلہ اور تدبیر سے بات سمجھانا۔

حدّث: کوئی نئی بات بتلانا۔

عرف: علامات اور نشانات سے بات سمجھانا۔

اطلع: کسی چیز کی حقیقت سے مطلع کرنا۔

نبا: کسی اہم واقع کی خبر دینا جس کا تعلق خبر پانے والے کی ذات سے خواہ یہ ماضی سے متعلق ہو یا حال سے یا مستقبل سے اور اس پر متنبہ کرنا۔

دلّ: راہنمائی کرنا، کسی چیز سے دوسری کا پتہ بتلانا یا راہ سمجھانا۔

# ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضؓ

محترمہ زنیرہ عقیل صاحبہ

## نام ونسب

آپ کا نام صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب بن سعید بن عامر بن عبید بن خزرع بن ابی حبیب بن نضیر تھا۔ آپ کا تعلق یہود کے معزز قبیلہ بنو نضیر سے تھا۔ آپ کی والدہ کا نام برہ (یا ضرہ) بیان کیا جاتا ہے، جو بنو قریظہ کے ایک معزز خاندان سے تھیں۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص120-121؛ ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج8، ص101)

## ولادت

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت کے تقریباً دو سال بعد ہوئی۔ اس لحاظ سے غزوۂ خیبر (7 ہجری) کے وقت آپ کی عمر تقریباً 17 برس تھی۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص122؛ ابن حجر، الاصابہ، ج8، ص101)

## خاندانی پس منظر

آپ کا قبیلہ بنو نضیر تھا جو مدینہ کے یہود کا ایک ممتاز اور بااثر قبیلہ تھا۔ آپ کے والد حُیَیّ بن اخطب اس قبیلہ کے سردار تھے اور غزوۂ خندق میں مخالفینِ اسلام کے ساتھ شریک رہے۔ نسب کے اعتبار سے آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں، اسی لیے آپ کو اپنے خاندان میں غیر معمولی عزت حاصل تھی۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص190؛ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص479؛ ابن حجر، الاصابہ، ج8، ص102)

## پہلا اور دوسرا نکاح

آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سلام بن مشکم القرظی سے ہوا، مگر بعد میں طلاق ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا جو خیبر کے رئیسوں میں سے تھا اور غزوۂ خیبر میں مارا گیا۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص122؛ ابن ہشام، ج3، ص352)

## نکاح رسول اللہ ﷺ سے

7 ہجری میں خیبر فتح ہوا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں آئیں۔ محمد ﷺ نے آپ کو آزاد فرمایا اور آزادی کو ہی آپ کا مہر قرار دے کر نکاح فرمایا۔ مقامِ صہباء پر نہایت سادگی سے ولیمہ ہوا۔ اس نکاح کے بعد آپ کو ام المؤمنین کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی؛ صحیح مسلم، کتاب النکاح)

## قبولِ اسلام

آپ رضی اللہ عنہا نے اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ روایت ہے کہ نکاح سے قبل آپ نے خواب دیکھا کہ چاند آ کر آپ کی گود میں آ گرا ہے، جس کی تعبیر رسول اللہ ﷺ سے نکاح کی صورت میں پوری ہوئی۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص123)

## فضائل و مناقب

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت حلیم، بردبار اور پاکیزہ سیرت خاتون تھیں۔ جب بعض ازواجِ مطہرات نے نسب کے حوالے سے گفتگو کی تو محمد ﷺ نے فرمایا: "تم کہہ دو کہ میرا باپ ہارون ہے، میرے چچا موسیٰ ہیں اور میرے شوہر محمد ﷺ ہیں۔" اس ارشادِ نبوی سے آپ کے شرف و مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ (سنن ترمذی، ابواب المناقب)

ایک موقع پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک جملے سے آپ کو رنج پہنچا تو آپ اشکبار ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نہایت شفقت سے تسلی دی اور آپ کے مقام کو واضح فرمایا۔ یہ واقعہ آپ کے صبر اور رسول اللہ ﷺ کی محبت و عدل کا روشن ثبوت ہے۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص124)

آپ عبادت گزار، تہجد گزار اور ذکر و تلاوت کی پابند تھیں۔ آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں اور فقہ و دین کے مسائل میں بھی آپ کا مقام تھا۔ (ابن حجر، الاصابہ، ج8، ص103)

آپ نہایت سخی تھیں۔ اپنی وفات سے قبل اپنی جائداد کا بڑا حصہ صدقہ کر دیا اور غرباء کی مدد فرمایا کرتی تھیں۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص127)

اعتکاف کے ایک واقعہ میں جب آپ رسول اللہ ﷺ سے ملنے آئیں تو واپسی پر حضور ﷺ انہیں چھوڑنے کے لیے باہر تک تشریف لے گئے اور صحابہ کو فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حیی ہیں، تاکہ کوئی بدگمانی نہ ہو۔ اس سے آپ کی عزت اور تعلیمِ امت دونوں پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف؛ صحیح مسلم، کتاب السلام)

## وفات

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات 50 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ اس وقت خلافت معاویہ بن ابی سفیان کے پاس تھی۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص128؛ الطبری، ج5، ص241)

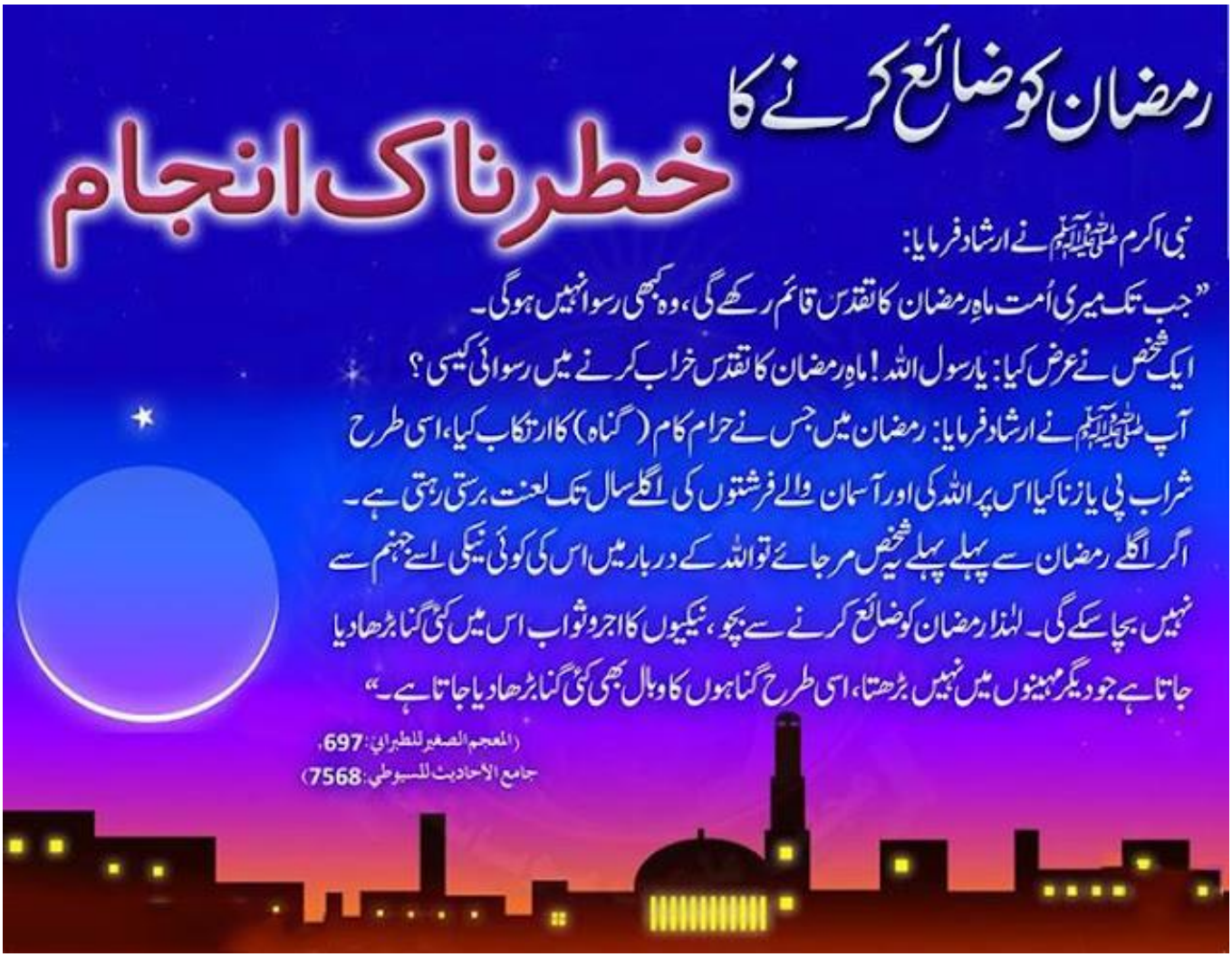
رمضان کو ضائع کرنے کا
خطرناک انجام
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تک میری اُمت ماہِ رمضان کا تقدس قائم رکھے گی، وہ کبھی رسوا نہیں ہوگی۔
ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ماہِ رمضان کا تقدس خراب کرنے میں رسوائی کیسی؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان میں جس نے حرام کام (گناہ) کا ارتکاب کیا، اسی طرح شراب پی یا زنا کیا اس پر اللہ کی اور آسمان والے فرشتوں کی اگلے سال تک لعنت برستی رہتی ہے۔
اگر اگلے رمضان سے پہلے پہلے یہ شخص مرجائے تو اللہ کے دربار میں اس کی کوئی نیکی اسے جہنم سے نہیں بچا سکے گی۔ لہٰذا رمضان کو ضائع کرنے سے بچو، نیکیوں کا اجر و ثواب اس میں کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے جو دیگر مہینوں میں نہیں بڑھتا، اسی طرح گناہوں کا وبال بھی کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔"
(المعجم الصغیر للطبرانی: 697،
جامع الاحادیث للسیوطی: 7568)